بسم اللہ الرحمن الرحیم' نحمد و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد46 شمارہ 8

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
محمد نسیم خان
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 100روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر
امریکن۔بذریعہ
بحری ڈاک10پونڈ
یا20 ڈالرامریکن۔

The Weekly BADR Qadian

12 شوال 1417 ہجری20/ تبلیغ 1376 ہش 20/ فروری1997ء

ہفت روزہ بدر قادیان ـ 143516

اخبار احمدیہ

لندن : ۱۴/ فروری (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ) سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ حضور انور نے آج خطبہ جمعہ میں جماعت کو عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، و مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ادارہ)

وہ شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو

درس القرآن

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هوناواذا خاطبهم الجهلون قالوا سلٰما•والذین یبیتون لربهم سجداوقیاماً• (الفرقان آیت64-65)

ترجمہ۔اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں (یعنی تکبر کے ساتھ نہیں چلتے) اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنے رب کیلئے راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا تو قصور نہیں۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا۔ لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتہ نہیں لگتا مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسااوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامنگیر ہو رہا ہے۔ ایسا ہی تپدق ہے کہ ابتداء میں اس کا پتہ بعض دفع طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے۔ ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے قرآن شریف میں آیا ہے "قد افلح من زکّٰھا" (الشمس :10) اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا لیکن تزکیہ نفس بھی ایک موت ہے جب تک کے کل اخلاق رزلیہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیہ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔ سب سے اول آدم نے گناہ کیا تھا اور شیطان نے بھی مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی امید ہے لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔ جو چیز کہ انسان میں نہیں متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبرائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے۔ اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔

(ملفوضات جلد پنجم [طبع جدید] صفحہ 216)

اے خدا ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں

پاکستان میں مفسد و شریر ملاؤں کی طرف سے جھوٹ اور شر انگیزی پر مبنی الزامات کی نئی تحریک پر ان کے نام مباہلہ کے چیلنج کا ازسرنو اعلان

خلاصہ خطبہ جمعہ'10 جنوری 1997ء

لندن 3/ جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد' تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ البقرہ کی آیات 186-187 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ یہ وہ آیات ہیں جن کی رمضان کے تعلق میں یا رمضان کے آغاز میں بار ہا تلاوت کی گئی ہے اور ان کے حوالہ سے مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج ایسا جمعہ ہے جو رمضان سے متصل ہے یعنی کل سے رمضان شروع ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ " واذا سئلك عبادی عنی فانی قریب" کا وعدہ رمضان کے تعلق میں بطور خاص مومنوں کو دیا گیا ہے۔ یہاں لفظ "عباد" میں اس مضمون کی چابی ہے۔ ورنہ لاکھوں کروڑوں لوگ ہیں جو خدا کو پکارتے ہیں مگر ان کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان بندوں کی دعاؤں کا جواب دیتا ہوں جو میرے عبد بن چکے ہیں جو میری تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور جب میں ان کو بلاتا ہوں تو وہ لبیک کہتے ہوئے اس پر عمل کرتے ہیں۔ پس ہمیں کوشش کرنی ہوگی کہ رمضان گزرنے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ ہمیں اپنے عباد میں شامل کرے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ رمضان کئی پہلوؤں سے بابرکت ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاص نشان لے کر آنے والا رمضان ہے کیونکہ آج رمضان کا پہلا دن طلوع ہونے والا ہے اور یہ وہ جمعہ ہے جو Friday the 10th ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے رویاء میں بتلایا تھا کہ بار بار خوشخبریاں لے کر ابھریگا۔ اس پہلو سے مجھے اس رمضان کے غیر معمولی طور پر مبارک ہونے کے لحاظ سے کوئی شک نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں معاند مولوی پھر وہی الزامات جماعت کے خلاف دہرانے لگے ہیں جن کے متعلق میں نے مباہلہ کے چیلنج میں بتایا تھا کہ یہ سب جھوٹے اور بے بنیاد الزامات ہیں اور لعنت اللہ علی الکاذبین کی دعا دہرائی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ مباہلے کی صداقت کے نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے ضیاء الحق کو ایسا نیست و نابود کیا کہ اس کے وجود کا کوئی ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔ صرف ایک ڈھنچر تھا جو بچا اور وہ بھی مصنوعی تھا۔ مگر اس نشان کو دیکھ کر بھی یہ لوگ مسلسل بے حیائیوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہی ظالمانہ تحریکات ہیں جو پہلے بھی اٹھتی رہیں۔ جن کا رد کیا گیا اور ان کے مدلل جوابات دیئے گئے مگر جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرتا پھرے۔ اس قوم سے حیا اٹھ گئی ہے اور دعوے کرتے چلے جاتے ہیں کہ تمام دنیا کے علماء احمدیوں کو مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں لیکن احمدی اسے تسلیم نہیں کرتے۔

حضور نے فرمایا کہ تم لوگوں کے خلاف بھی تو باقی فرقوں کے یہی دعاوی رہے ہیں تم بھی تسلیم کر لو پھر۔ لیکن تم کر بھی لو گے تو ہم پھر بھی نہیں کریں گے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم خدا تعالیٰ کی توحید کے منکر ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خاتمیت کا انکار کر دیں۔ حضور نے فرمایا میں نے پہلے بھی کہا تھا آج بھی یہی کہتا ہوں اور یہی بات دہراتا رہوں گا کہ جتنی دشمنی کرنی ہے کر لو مگر ان باتوں سے احمدیت ٹل نہیں سکتی۔ احمدیت کا وجود کلمہ توحید کی گواہی ہے۔ آنحضرت کی رسالت اور عبدیت کی گواہی ہے اور یہ گواہی کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ تم اپنی گندہ دہنی سے ہمیں ان باتوں سے کیسے روک سکتے ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ احمدی پاکستانی آئین کو نہیں مان رہے کیسی احمقانہ بات ہے۔ تم آئے دن پاکستانی آئین کی خلاف ورزی کرتے پھرتے ہو۔ اس آئین نے سب کو آزادی ضمیر کا جو حق دیا ہے تم اسے کیوں نہیں مانتے۔ حضور نے فرمایا قوم جو ان کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم دھرنا دیں گے' ہم سڑکوں پر بیٹھ جائیں گے۔

حضور نے فرمایا تم کون سے آئین کی بات کرتے ہو۔ کیا تمہارا آئین ہم سے یہ منوانا چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ' رسول اللہ

(باقی صفحہ 12 —— پر ملاحظہ فرمائیں)

درس الحدیث

عن ابن مسعود رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لایدخل الجنة من فی قلبه مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسناً و نعله حسنة فقال: ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطرالحق وغمط الناس۔ (مسلم)

ترجمہ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو" ایک آدمی نے عرض کیا "ایک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں" فرمایا : "بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے تکبر تو حق کا انکار کرنے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے"

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر : نگران بورڈ بدر قادیان ::

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صداقت اسلام کا چمکتا ہوا نشان

(2)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے بتایا تھا کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1835ء میں تمام اہل مذاہب کے لیڈروں کو نشان نمائی کی دعوت پر مشتمل ایک اشتہار دیا تھا جس سے قادیان کے آریہ اور بالخصوص لیکھرام نے استفادہ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کے اشتہار کے ذریعہ اپنے ہاں پسر موعود کی پیدائش کے متعلق الہامی پیشگوئی شائع فرمائی تو پنڈت لیکھرام نے حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے ایک ایک جملہ کو لے کر اس الہامی پیشگوئی کو نشانۂ تمسخر واستہزاء بنایا۔ اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید کے خلاف بھی نہایت گندی زبان اور تحریر استعمال کی۔ پنڈت لیکھرام کی یہ تمام تحریرات ان کی کتب کے مجموعہ "کلیات آریہ مسافر" میں درج ہیں اور ان میں سے کسی قدر ہم نمونہ کے طور پر گزشتہ گفتگو میں درج کر چکے ہیں۔

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ لیکھرام نے یہ دشنام دہی اور بدزبانی کیوں کی؟ کیا اس سے پہلے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آریہ مذہب اور لیکھرام کے خلاف کوئی بدزبانی کی تھی؟

تاریخ کی اس حقیقت کا جائزہ لینے کیلئے ہم کو آج سے ایک سو سترہ سال پیچھے سن 1880ء کے سال میں چلنا ہوگا۔ یہ وہ سال تھا جس میں کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "براہین احمدیہ" کی تصنیف فرمائی۔ براہین احمدیہ وہ بے نظیر اور لاجواب کتاب ہے جس کے ذریعہ حضورؑ اقدس نے مذہبی علم کلام کا رنگ بدل دیا اس سے پہلے عام طریقہ یہ تھا کہ ایک مذہب دوسرے مذہب پر تحریری حملوں کو اپنے مذہب کی خوبی خیال کرتا تھا اور جی کھول کر ایک دوسرے کیخلاف حملے کئے جاتے تھے چنانچہ بعض عیسائی اور آریہ مصنفین نے اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ پر ایسے ایسے حملے کئے ہیں کہ ان کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے نمونہ کے طور پر ان کی بعض مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں تاکہ انصاف پسندوں پر اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ اُس دور میں جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب "براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی تھی اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ اور قرآن مجید کس قدر مظلومیت کی حالت میں سے گزر رہے تھے۔

عیسائیوں میں سے پادری فنڈر نے 1861ء میں کتاب "میزان الحق" اور "مفتاح الاسرار" لکھی پھر سر ولیم میور نے 1861ء میں Life of Mohammad تصنیف کی۔ مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے "The Indian Musalmans" 1871ء میں لکھی۔ پادری رانکلین نے 1845ء میں کتاب "دافع البہتان" شائع کی۔ پادری راجرس نے "تفتیش الاسلام" 1870ء میں شائع کی۔

ان پادری حضرات کے علاوہ جن کا تعلق ولایت سے تھا وہ دیسی پادری صاحبان جن کو ہندوستان میں انگریزوں کے زیر اثر عیسائیت قبول کر کے بانی اسلام ﷺ کو گالیاں نکالنے کی بدقسمتی ہاتھ آئی پادری عمادالدین اول نمبر پر ہے جس نے مسلمانوں میں سے عیسائیت قبول کی اور پھر اپنی کتاب میں اسلام کے خلاف وہ زہر اگلا ہے کہ ولایتی پادریوں نے بھی اس کو ملامت کی کہ اسے اس قدر اشتعال انگیز زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ مسلمانوں یا ہندوؤں یا دیگر اقوام میں سے عیسائی پادری بنتے تھے وہ ولایتی پادریوں کی نسبت زیادہ اشتعال انگیز زبان استعمال کرتے تھے ان لوگوں میں پادری عبداللہ آتھم، پادری ٹھاکرداس، پادری ولیم وغیرہ شامل تھے۔

اسی طرح وہ آریہ حضرات جنہوں نے اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف براہین احمدیہ کی تصنیف سے قبل زبان درازی کی تھی ان میں منشی اندرمن مرادآباد جس نے 1866 میں کتاب "پاداش اسلام" لکھی۔ بانی آریہ سماج پنڈت دیانند جنہوں نے 1875 میں کتاب "ستیارتھ پرکاش" تصنیف کی اور ویدوں کے علاوہ باقی تمام مذاہب کو جی کھول کر گالیاں نکالیں اس کتاب کا چودھواں باب خاص طور پر قرآن مجید کے نقائص نکالنے اور آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر گند اچھالنے کیلئے وقف ہے۔

مذکورہ کتب میں سے بعض کی عبارتیں نمونہ کے طور پر ہم یہاں لکھتے ہیں سر دست ہم عیسائی پادریوں کی طرف سے دی گئی گالیوں کو نظرانداز کرتے ہیں کیونکہ اس موقعہ پر ہم پنڈت لیکھرام کی بدزبانیوں کے حوالہ سے بات کر رہے ہیں۔ اس لئے یہاں ہم یہ ثابت کریں گے کہ پنڈت لیکھرام نے "کلیات آریہ مسافر" کے اکثر حصص براہین احمدیہ کے بعد بقول اس کے جوابی گالیوں کے طور پر لکھے ہیں اور جو حصے اس نے براہین احمدیہ سے قبل لکھے ان میں بھی اس نے جی کھول کر اسلام کو برا بھلا لکھا ہے۔ ذیل میں ہم آریہ لیڈروں کی اسلام کے خلاف بدکلامی کے چند نمونے درج کرتے ہیں۔ بانیٔ آریہ سماج پنڈت دیانند نے آنحضرت ﷺ کی نسبت لکھا (نقل کفر کفر نہ باشد)

☆ مطلب براری کیلئے قرآن بنانے والا صفحہ 703

☆ لٹیروں کا معاون (یعنی صحابہ آنحضرت صلعم) صفحہ 716

☆ جنگلی آدمی بھی اپنی بہوؤں سے پرہیز کرتا ہے اور کیا غضب ہے کہ نبی کی شہوت رانی میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہوتی جب بیٹے کی بہو پر ہاتھ صاف کرنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے تو اوروں سے کیوں کر بچے ہوں گے صفحہ 742

☆ تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں۔ ڈاکہ ماریں۔ خدا کے پیغمبر اور ایماندار کہلاویں صفحہ 714

اسی طرح اللہ تعالیٰ، قرآن مجید اور صحابہ کرامؓ کے متعلق بہت کچھ بدزبانی کی ہے۔

پھر اندرمن مرادآبادی نے 1868 میں کتاب پاداش اسلام میں لکھا۔

☆ رذیلہ کار محمد۔ محمد احمق۔ ستم گار و بدکار صفحہ 9

☆ اگرچہ عشق بازی وشہوت طرازی درمیان محمد وزنیب بوقوع رسیدہ صفحہ 17

☆ تخم زانی در زنانی مسلمانان مصر نے کمال دارد صفحہ 29

☆ طلحہ بر عائشہ عاشق بود صفحہ 38-37

پنڈت لیکھرام نے کتاب "خبط احمدیہ" میں آنحضرت ﷺ کی نسبت لکھا۔

☆ لوٹ مار کرنے میں سرآمد عرب۔

☆ نفسانی خواہشوں کو عمل میں لانے کیلئے اور اپنے پر پردہ ڈالنے کیلئے خدا کے احکام بنانے والا۔

☆ بیگانی عورتوں پر عاشق ہو جانے والا۔

☆ بنی نوع انسان کا بدترین دشمن۔

☆ رحمۃ للعالمین نہیں بلکہ زحمۃ للعالمین۔

تکذیب براہین احمدیہ میں لکھا۔

☆ بے نکاحی عورتوں سے جماع کرنے والا صفحہ 135

☆ قتل عام ظلم وجور کرنے والا صفحہ 165

کتاب ثبوتِ تناسخ جو 1895ء میں شائع ہوئی پنڈت لیکھرام نے لکھا۔

-ویدک خدا کے آگے خدائے محمدیان کی شامت۔

قرآنی خدا رشوت خور حاکم سے کم نہیں۔ صفحہ 137 (بحوالہ کتاب البریہ)

یہ باتیں صرف نمونے کے طور پر لکھی گئی ہیں ورنہ مذکورہ کتب جھوٹ اور غلاظت سے جگہ جگہ پُر ہیں۔ بعض جگہوں پر تو کتاب پڑھتے ہوئے بدن لرزتا اور دماغ ماؤف ہوتا ہے کہ کوئی آدمی باوجود اپنے آپ کو پڑھا لکھا اور عالم کہنے کے کسی مذہب کے ایسے لیڈر کے متعلق جس پر کروڑوں لوگ جان چھڑکتے ہیں اس قدر غلاظت بک سکتا ہے؟

قارئین کرام! مذہبی مقابلہ کے ایسے گھناؤنے دور میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1880ء میں کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف شروع فرمائی جو کہ چار جلدوں میں 1884ء میں مکمل ہوئی۔ اس کتاب میں آپ نے اہل مذاہب پر یہ عظیم احسان کیا کہ گالیاں دینے اور غلاظت بکنے کے طریقہ سے ان کو ہٹا کر اس طرف مائل کرنے کی کوشش کی کہ ہر مذہب والے بجائے ایک دوسرے کو گالیاں نکالنے کے، ایک دوسرے کی خامیاں کریدنے کے اور ایک دوسرے کے مذہبی بزرگوں پر الزام تراشیاں کرنے کے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں عوام کے سامنے رکھیں تاکہ معاشرے میں ہر طرح خوبیاں جمع ہوں اور ہمارا معاشرہ نیکیوں اور خوش اخلاقیوں کا گہوارا بن جائے چنانچہ کتاب "براہین احمدیہ" جو شخص بھی پڑھے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ باوجودیکہ 1871ء سے پادریوں اور آریوں کی جانب سے اسلام پر نہایت اشتعال انگیز اعتراضات کئے جا رہے تھے پھر بھی کتاب براہین احمدیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام منفی قسم کی باتوں سے الگ رکھتے ہوئے صرف اور صرف اسلام کی خوبیوں تک ہی محدود رکھا اور ہر مذہب کے لیڈروں کو دعوت دی کہ جس طرح آپ اسلام کی خوبیاں قرآن مجید سے نکال کر دکھا رہے ہیں وہ بھی اس قدر خوبیاں اپنے اپنے مذاہب کی کتب سے نکال کر دکھائیں۔

اب چاہئے تو یہ تھا کہ اس حسین پیشکش کا جواب نہایت خوش خلقی سے دیا جاتا لیکن بعض پادریوں اور پنڈتوں کو جب اپنے مذاہب میں اسقدر خوبیاں نظر نہ آئیں تو حسد وبغض کی آگ میں جل کر انہوں نے گالیوں اور بدزبانیوں کا سہارا لیا۔

چنانچہ پادری ٹھاکرداس نے "ریویو براہین احمدیہ" کے نام سے جو کتاب لکھی اور جو 1889ء میں مشن پریس لدھیانہ سے شائع ہوئی اس میں بجائے انجیل کی خوبیاں بیان کرنے کے اسلام اور بانی اسلام ﷺ پر وہ گند اچھالا ہے کہ الامان والحفیظ۔ پنڈتوں میں سے لیکھرام نے براہین احمدیہ کے جواب میں جو کتب لکھیں

(باقی صفحہ 7 کالم نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

عفو کا مضمون ہے جس کو گھروں میں جاری کرنا لازم ہے۔ اس کے بغیر گھروں میں پاکیزہ فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۶ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۶ فتح ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٣﴾
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٤﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٥﴾

(سورہ التغابن: ۱۳ تا ۱۵)

جب میں سویڈن میں تھا تو وہاں مجھے ایک خاتون کا خط آیا جس کا مفہوم یہ تھا تفصیل نہیں لکھی کہ آپ عفو اور مغفرت پر بھی کبھی خطبہ دیں کیونکہ اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے جو تاثر میں نے قائم کیا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے خاوند اپنے بچوں کے ساتھ معمولی باتوں پر بھی سختی کرتے ہیں تو اپنی شکایت سے زیادہ ان کو بچوں کا خیال معلوم ہوتا تھا مجھے خیال آیا کہ اس سے پہلے میں بارہا اس مضمون پر خطبات دے چکا ہوں اس لئے ابھی اتنی جلدی ضرورت نہیں ہے اور چلنے سے ایک رات پہلے، واپس آنے سے ایک رات پہلے میں نے ایک رویا دیکھی جو مجھے اس طرف متوجہ کر گئی کہ ضرورت ہے اور وہ رویا یہ تھی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب کا درس دے رہا ہوں اور آخری حصے پہ پہنچا ہوں اور وہاں پہنچ کر جو بات میں بیان کرتا ہوں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس سے پہلے مسیح موعود علیہ السلام بار بار بیان کر چکے ہیں۔ میں جماعت کو اس درس میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزاج نہیں سمجھو گے آپؑ کی تحریرات کا حقیقی مفہوم نہیں پا سکتے اور یہ تکرار نہیں بلکہ اصرار ہے اور اس پر رویا ختم ہوگئی۔ باقی باتیں میں نے آنکھ کھلنے کے بعد سوچیں تو میں حیران رہ گیا کہ جو بات میں سوچ رہا تھا کہ تکرار ہوگی اگر دوبارہ باتیں کروں گا، اسی وہم کا جواب مجھے رویا میں بتایا گیا کہ بعض باتیں بار بار اس لئے ضروری ہیں کہ ان پر اصرار کئے بغیر لوگ سمجھتے نہیں۔ پس تکرار وہ چیز ہے جو سمجھ میں آچکی ہو اور پھر بے وجہ انسان اسے دہرائے اور اصرار وہ ہے کہ ایک بات بار بار کہی جائے اور کوئی نہ سمجھے اور پھر سمجھایا جائے اور پھر نہ سمجھے اور پھر سمجھایا جائے یہاں تک کہ انسان بلاغ کا حق ادا کردے۔ اس رویا کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ لازماً میں اس کی طرف توجہ دوں گا۔

اور یہ آیت کریمہ جو آج کے لئے منتخب ہوئی ہے یہ معین طور پر تو میں نے نہیں کی تھی مگر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو جب میں نے بتایا کہ اس مضمون پر آیت چاہئے اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ انہوں نے وہ آیت چنی جو بعینہ اس مضمون پر صادق آ رہی ہے اور سب سے پہلی آیت بلاغ کے مضمون کو کھول رہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول"**۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو **"فان تولیتم"** پس اگر تم پھر جاؤ گے **"فانما علی رسولنا البلغ المبین"** تو یاد رکھو ہمارے رسول پر تو اس کے سوا کچھ فرض نہیں ہے کہ خوب کھول کھول کر بات کو بیان کردے تو **"بلغ المبین"** کا وہی مفہوم ہے جو رویا میں اصرار کا مفہوم مجھے سمجھ آیا تھا کہ جب تک بات کھل نہ جائے انسان وہ بات کہتا چلا جائے۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا بعینہ یہ طریق تھا جب تک ایک مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھا نہ لیتے یہاں تک کہ بسا اوقات دوبارہ پوچھتے بھی تھے کہ بتاؤ تمہیں کیا سمجھ آئی ہے اس وقت تک اس بات کو دہراتے تھے اور بہت سی ایسی نصائح ہیں جو کثرت سے دہرائی گئی ہیں۔

اور اس پہلو سے **"ذکر"** میں جو زور ہے نصیحت کر اور کرتا چلا جا وہ **"بلاغ مبین"** کا ہی ایک پہلو ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں جہاں بھی بظاہر تکرار فرمائی ہے وہ تکرار نہیں ہے بلکہ اصرار ان معنوں میں کہ جب تک وہ بات سمجھ نہ آئے میں نہیں چھوڑوں گا۔ پس اس آیت کے حوالے سے مضمون اور بھی زیادہ کھل گیا اور روشن ہوگیا جو رویا میں مجھے دکھایا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"اللہ لآ الٰہ الا ھو"** اللہ وہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں **"و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون"** اور اللہ ہی پر مومن توکل کرتے ہیں۔ پہلی بات تو ضمناً یہ بتانی ضروری ہے کہ اس آیت کا پہلی آیت سے کیا تعلق ہے۔ اس کا پہلی آیت کے آخری حصے سے تعلق ہے۔ **"فان تولیتم فانما علی رسولنا البلغ المبین"** اگر تم پھر جاؤ گے تو ہمارے رسول پر تو صرف کھول کھول کر بات کو پہنچا دینا تھا جو اس نے پہنچا دی لیکن تمہارے پھر جانے سے اسے نقصان کوئی نہیں پہنچے گا یہ وہ مضمون ہے جس کو اگلی آیت نے اٹھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک ہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں اور محمد رسول اللہ کا خدا وہی ہے جو ہر چیز کا مالک ہے اور خالق ہے پس تمہارے چھوڑنے سے محمد رسول اللہ کو کیا فرق پڑے گا انہوں نے بات کھول دی اپنا فرض ادا کر دیا۔ اگر تم پھرتے ہو تو ایک کوڑی کا بھی فرق، ایک ذرہ بھی فرق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں پڑے گا کیونکہ اللہ آپ کو نہیں چھوڑے گا اور تم بھی یہ رنگ اختیار کرو **"و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون"** پس چاہئے کہ مومن خدا ہی پر توکل کیا کریں جیسا کہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کا تمام تر توکل اپنی نصیحت پر نہیں بلکہ اللہ پر تھا اور یہ توکل علی اللہ کا مضمون دعاؤں کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے اور اس تعلق میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نصیحت موجود ہے۔

ایک باپ کے متعلق جب سختی کی اطلاع ملی کہ بہت سختی کرتا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے شرک قرار دیا، سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور **"اللہ لآ الٰہ الا ھو"** کا مضمون جو ہے یہ توحید کی طرف جو غیر معمولی توجہ دلائی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بلاغ تمہارا کام ہے اور زبردستی تمہارا کام نہیں ہے اور اگر تم یہ سمجھو گے کہ تم زبردستی کسی کو ٹھیک کرلو گے تو یہ شرک ہے اور یاد رکھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تمہیں کبھی بھی خدائی طاقتیں نصیب نہیں ہو سکتیں تم اپنی مرضی سے کسی کو بدل نہیں سکتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی مضمون اس موقع پر جو ایک شکایت سے تعلق رکھتا ہے جو ایک شخص جو ویسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے بظاہر ایک بزرگ صحابی تھے مگر ان کے دل میں کوئی ایسا رخنہ تھا جس کی اصلاح ضروری تھی وہ اپنی اولاد پر بہت زیادہ سختی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ تم مشرک ہو اگر یہ کام کرتے ہو۔ تم سمجھتے ہو تم خود ٹھیک کرلو گے یہ ہو نہیں سکتا اس لئے دعا پہ زور دو۔

اور یہ جو اگلا آیت کا حصہ ہے **"و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون"** کا مطلب یہ ہے کہ جب جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحت سے اثر لینے کی بجائے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے تو ان کو پھر بھی اس حال میں چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ اپنی نصیحت کے اثرانداز ہونے کے متعلق اللہ پر توکل فرمایا کرتے تھے اور اللہ آپ کی دعاؤں کو سنتا تھا اور جہاں بلاغ بظاہر ناکام رہا وہاں توکل علی اللہ کامیاب ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اصل تو وہی معبود ہے اس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے تو کتنا عظیم الشان مضمون ہے جو ان آیات میں ایک ترتیب کے ساتھ، ایک تدریج کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ فرمایا اللہ پر توکل کرو۔ رسول اللہ کا بھی یہی طریق تھا کہ اپنے آپ کو پیچھے چھوڑ کر جانے والوں کو اس طرح ترک نہیں فرما دیتے تھے کہ اب ان کا معاملہ خدا پر میں چھوڑتا ہوں بلکہ ان کے لئے دعائیں کرتے تھے اور اپنے بلاغ کے کامیاب ہونے سے متعلق خدا کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

اب یہ بھی وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عظیم کامیابی کے راز کے طور پر بیان فرمایا۔ وہاں بلاغ کو نہیں پیش کیا وہاں دعا اور توکل علی اللہ کو پیش کیا۔ آپؐ کو جو آخری عظیم کامیابی نصیب ہوئی ہے وہ دعاؤں کے نتیجے میں، اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو توکل تھا اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو آپؐ نے دعائیں کی ہیں تو ایسی دعائیں کی ہیں کہ اے خدا تیرے سوا اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اس دنیا میں وہ تو ہی ہے جو انقلاب برپا کرے گا۔ اور جب ایسی دعائیں کیں

تو اللہ نے انقلاب برپا کردیا اور وہ انقلاب ایک عظیم معجزہ ہے جس کی کوئی مثال نبوت کی تاریخ میں، آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گی کہ کوئی نبی وفات نہ پائے جب تک کہ اپنی ساری قوم کی کایا نہ پلٹ دے۔ وہ قوم جو اس کے خون کی پیاسی ہو جو شرک میں انتہاء درجے تک ڈوب چکی ہو کسی کے علم میں کوئی مثال ہے تو لا کے تو دکھائے۔ اس کے پاسنگ کی مثال بھی ساری دنیا میں مذہبی تاریخ میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی ایک محمدؐ رسول اللہ۔ اور جس طرح اللہ ایک ہے اللہ پر توکّل کرنے والا بھی دراصل ایک ہی تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جن کی کوئی مثال تاریخ انبیاء میں ایسی دکھائی نہیں دیتی۔ درجہ بدرجہ سب ہی توکل کرنے والے تھے درجہ بدرجہ سب نے ہی دعاؤں کا فیض پایا مگر کسی کی دعائیں ایسی ثابت نہیں جس نے ساری قوم کی کایا پلٹ دی ہو سوائے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے۔

جن خاندانوں میں ماں باپ کی بدخلقی اثرانداز ہو جائے نسلاً بعد نسلٍ وہ بدخلقی چلتی چلی جاتی ہے۔

پھر خدا تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے، اس نصیحت کے مضمون کو اپنے گھر اور ماحول پر اطلاق کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے یہ ازلی ابدی راز ہیں نصیحت میں کامیابی کے۔ تم بھی ان کی طرف توجہ کرو اور گھر سے بات شروع کرو اور یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے خونی اقربا تمہارے ہیں جس طرح چاہو ان سے سلوک کرلو جو اصول خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اگر تم نے ان کو نظرانداز کیا تو تمہاری اپنی صلب سے تمہارے دشمن پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بتایا کہ تم اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے ضائع نہ کرو اپنا دشمن نہ بناؤ کیونکہ تم آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل نہیں کر رہے ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**یایھا الذین امنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدواً لکم**" کیوں غور نہیں کرتے، کیوں فکر نہیں کرتے تمہاری اپنی بیویاں، تمہاری اپنی اولاد تمہاری دشمن ہے یعنی ان میں سے تمہارے دشمن ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایسے بدنصیب ہیں کہ گویا ان کی بیویاں بھی ان کی دشمن ہو سکتی ہیں اور ہو جاتی ہیں اور ان کی اولاد بھی ان کی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے۔ کیوں ہوتی ہے؟۔ ان کی غلط نصیحت اور غلط تربیت کے رنگ کی وجہ سے۔ چنانچہ یہ کہنے کے بعد، یہ تنبیہ کرنے کے بعد "**فاحذروھ**" ان کے معاملے میں احتیاط سے کام لو "**و ان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم**"۔ اب تین طریق ہیں نصیحت کے اپنے گھر میں بھی وہی استعمال کرو اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہاری غلطیوں سے بھی مغفرت کا سلوک فرمائے گا اور کوئی بداثر ان کا تمہاری اولاد پر نہیں پڑنے دے گا لیکن لازم ہے تم پر کہ اس طریق کو اختیار کرو جو حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کا ہمیشہ کا طریق تھا بعینہ یہی طریق تھا۔

"**و ان تعفوا و تصفحوا**" اگر تم عفو سے کام لو اور صفح سے کام لو اور مغفرت سے کام لو۔ یہ تین کیا چیزیں ہیں۔ بظاہر تو عفو اور صفح کو ایک ہی معنوں میں سمجھا جاتا ہے یعنی درگزر اور ایک ہی اس کا ترجمہ بھی ملتا ہے مگر ان میں فرق ہے اور اصل معنیٰ عفو کا ہے کہ اس طرح نظرانداز کر دینا ایک چیز کو گویا ہے ہی نہیں، گویا موجود ہی نہیں تھی۔ یعنی ابتداء میں بچوں کی غلطیاں، بیوی کی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن تم یوں سلوک کرو گویا تم نے دیکھی ہی نہیں تمہیں پتہ ہی نہیں لگا اور ان کو کچھ سہولت اور آسانی دو ورنہ ہر وقت جو مرد گھر پر سوار رہے گا اس سے تو زندگیاں برباد ہو جائیں گی، عذاب بن جائیں گی۔ ہر وقت دیکھنا، ہر وقت مین میخ نکالنا، ہر وقت نقائص ڈھونڈنا یا نہ بھی ڈھونڈے تو نظر آ ہی جاتے ہیں۔ تو فرمایا جو لوگ اکٹھے رہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ عفو سے کام لیں اکثر ایسا وقت گزاریں کہ گویا ان کو پتہ ہی نہیں کیا ہو رہا ہے لیکن ہر چیز میں نہیں۔ وہ بدخلقیاں، وہ معمولی معمولی باتیں جو آغاز میں ہلکے طور پر ظاہر ہوا کرتی ہیں یعنی ابھی جرم نہیں بنتیں اور بعض خطائیں ہیں برتن گر کے ٹوٹتا ہے ٹھوکر لگ جاتی ہے کسی چیز پہ کسی چیز کو نقصان پہنچ جاتا ہے کھانا دیر میں پکا، روٹی جل گئی، یہ وہ ساری چیزیں ہیں جو گھر کے روزمرہ کے معاملات ہیں جن میں عفو لازم ہے انسان اس طرح دیکھے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اس طرح سنے جیسے کچھ سنا ہی نہیں یہ عفو کا معنیٰ ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے نگاہوں سے متعلق کہ "وہ دیکھتے مجھے یوں ہیں کہ دیکھتے ہی نہیں" اس طرح عفو کی نظر ڈالتے ہیں گویا نہیں دیکھ رہے۔

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیکھنے کا یہی انداز تھا اور حضرت مصلح موعودؓ کا ہمیں پتہ ہے۔ بچپن سے یہی دیکھا کہ لگتا تھا کہ کچھ بھی نہیں دیکھ رہے اور دیکھ سب کچھ لیتے تھے تو قرآن کریم نے جو عفو کا مضمون بیان فرمایا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ بیوقوف ہو، غافل ہو۔ غفلت کا مضمون ایک بالکل الگ مضمون ہے جس کو قرآن کریم ایک الگ موقع پر اٹھاتا ہے۔ یہاں علم کے باوجود اپنے دل کی کشادگی کی وجہ سے، وسیع حوصلے کی وجہ سے، اس طرح رہو جیسے تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ برتن ٹوٹا ہے گویا تمہیں آواز ہی نہیں آئی کسی جگہ کوئی داغ دھبہ لگ گیا ہے کوئی کھانا جل گیا ہے تو جیسے تمہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ تو یہ وہ روزمرہ کا گھر کے معاملات میں بیوی اور بچوں سے سلوک ہے جو عفو کہلاتا ہے۔

اور یاد رکھو عفو کے نیچے میں گناہوں اور جرائم کی حوصلہ افزائی نہیں ہوا کرتی۔ عفو کے نتیجے میں ایک شرم اور حیا پیدا ہو جاتی ہے اور جو بچے ہیں یا بیوی ہے وہ آخر سمجھ ہی جاتے ہیں ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ عفو ہو رہا ہے اور عفو کے نتیجے میں کبھی بھی گناہ بے دھڑک اور بے حیا نہیں ہوا کرتے۔ آنکھوں میں ایک شرم پیدا ہو جاتی ہے اور یہ شرم دونوں طرف ہوتی ہے۔ پس یہ عفو کا مضمون ہے جس کو گھروں میں جاری کرنا لازم ہے اس کے بغیر گھروں میں پاکیزہ فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔ بعض عورتوں کو میں نے دیکھا ہے ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک عورت نے اپنے بچے کو کہا ایسا دو ہتھڑ ماروں گی کہ مونہہ تیرا ادھر پھر جائے گا۔ اب وہ اور بھی تھے اس لئے اس کو نہیں پتہ چلا کہ وہ کیا بات کہہ گئی ہے بڑی بدتمیزی ہے۔ بڑی بدخلقی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت کی ماں ایسی تھی۔

اب یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اپنے گھروں میں تم بد رسمیں ڈال دو گے تو بد رسمیں آگے تمہاری نسلوں تک پہنچیں گی اور آئندہ نسلوں کو بھی خراب کریں گی اور بدخلقی ایک ایسی چیز ہے جو کبھی پیچھا نہیں چھوڑا کرتی۔ جن خاندانوں میں ماں باپ کی بدخلقی اثرانداز ہو جائے نسلاً بعد نسلٍ وہ بدخلقی چلتی چلی جاتی ہے اور پھر وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ بہت سے بدتمیز مرد جو عورتوں سے بدتمیزی کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہماری شان ہے باپ بھی اسی طرح ہمارا کیا کرتا تھا۔ اور بعض عورتیں جب بدتمیزیاں کرتی ہیں تو کہتی ہیں ہماری ماں بھی اسی طرح کیا کرتی تھی جن کی مائیں بدتمیز ہوں اور خاوند کے سامنے زبان کھولنے والی ہوں ان کی لڑکیاں اس پہ فخر کرکے اس طریق کو آگے بڑھاتی ہیں کہ خبردار جو ہم سے ایسی بات کی ہم ایسی کپتیاں ہیں یہ کریں گے، وہ کریں گے اور ایک ایسا جھوٹا اور بے معنی فخر ہے جس سے ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات میں ایسا زہر گھل جاتا ہے کہ ایسے ماحول میں زندگی بسر کرنا ایک جہنم کے ماحول میں زندگی بسر کرنا ہے۔

پس مرد ہو یا عورت ہو اس کو اپنی نگرانی کرنی چاہئے اور عفو میں پناہ لینی چاہئے اور جو عفو میں پناہ لے وہ بداخلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ عفو آغاز ہے حسن خلق کا۔ دیکھی ہیں، نظر پھیر لی، خیال کیا جیسے کچھ بھی نہیں ہوا مگر اس کے بعد پھر فرمایا "**و تصفحوا**" اب "**تصفحوا**" کا مطلب ہے صاف کرکے گویا ہے ہی نہیں ایسا مٹا ڈالو گویا نہیں ہے۔ "**عفت الدیار محلھا و مقامھا**" شہر اس طرح مٹ گئے کہ نہ ان کا عارضی ٹھکانے کا نشان رہا نہ ان کے مستقل ٹھکانے کا نشان رہا اور عرب شعراء نے عفو لفظ کو انہی معنوں میں بڑے اچھے اچھے شعروں میں استعمال کیا ہے یعنی کلیتاً مٹ جانا لیکن عفو کا وہ مضمون جو یہاں اطلاق پاتا ہے وہ اور ہے اور وہ عرب لغت کھول کر بیان کرتی ہے۔

"**صفح**" سے جو مراد یہاں اطلاق پا رہی ہے وہ یہ ہے کہ تم ان کو تھوڑا سا ڈانٹو اور کچھ خفگی کا اظہار کرو تو کبھی کبھی جب یہ دیکھو کہ تمہارے عفو نے کام نہیں کیا تو "**صفحاً جمیلاً**"۔ صفح سے کام لو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے کچھ ناراضگی کا اظہار کرو اور "**صفح**" کا لفظ جو ہے وہ بہت ہی ایک اعلیٰ درجے کا انتخاب ہے اس موقع کے لئے کیونکہ "**صفح**" اس بات کو بھی کہتے ہیں کہ ایک انسان کسی سے کچھ دیر کے لئے ناراضگی کی وجہ سے مونہہ پھیر لے یعنی چھپانے کے لئے نہیں بلکہ اس اظہار کے لئے کہ تم نے ایسی حرکت کی ہے کہ اب میں ویسا پیار کا تعلق تم سے نہیں رکھ سکتا۔ یہ نظریں جو ہیں یہ نظر پھیرنا اور ہے اور عفو کی نظریں پھیرنا بالکل اور ہے۔ پس چونکہ معانی ملتے ہیں اس لئے ترجمہ کرنے والے زیادہ باریکی میں اگر نہ جائیں تو ایک ہی جیسا ترجمہ کر دیتے ہیں جو درست نہیں ہے۔

عفو میں نظرانداز کرنا، درگزر کے ان معنوں میں کہ گویا کوئی واقعہ نہیں ہوا، آپ دیکھ رہے ہیں اپنے حوصلے کی وجہ سے اسے برداشت کر رہے ہیں۔ "**صفحاً**" کا مطلب ہے بعض دفعہ بچے جب ایسی حرکت کریں جو ناپسندیدہ ہے اور کرتے رہیں، آپ ان سے مونہہ پھیر لیتے ہیں ان معنوں میں کہ ان کو محسوس ہوتا ہے کہ ہماری طرف وہ پیار اور شفقت کی توجہ نہیں رہی اور یہ چیز اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اسے انگریزی میں REPROVE کہتے ہیں یعنی ایسے رنگ میں سرزنش کرنا کہ جو سزا کے معنے تو نہیں رکھتی لیکن لفظوں میں یا طرز سے وہ غلطی کرنے والے کو احساس دلا دیتی ہے کہ ہم سے کچھ ایسی بات ہوئی ہے کہ اب ہم ویسے پیار کے مستحق نہیں رہے توجہ پھر گئی ہے۔ تو یہ بھی ایک بہت ہی اہم اصلاح کا طریق ہے جس کو قرآن کریم نے میاں بیوی کے تعلق ہی میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کوئی عورت کپت کرنے والی ہو، لفظ پنجابی ہے لیکن ہے بڑا زبردست اس لئے میں استعمال کرتا ہوں اس کو بے دھڑک، فرمایا کہ فساد برپا کر دے بات بات پر بدتمیزی کرنے والی آگے سے اٹھ کھڑی ہونے والی تو فرمایا اس کو نصیحت کرو اور پھر اسے کچھ عرصے کے لئے علیحدہ اپنے بستر میں چھوڑ دو اب وہ علیحدہ چھوڑنے کا

روایتی
زیورات جدید
فیشن
کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 649-04524

☎ 5457153
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

یہ مطلب تو نہیں کہ وہ سمجھے کہ میرا کچھ اس نے دیکھا ہی نہیں، میرا نقص اس کو پتہ ہی نہیں چلا بلکہ یہ اعراض ایسا ہے جس سے بڑی وضاحت کے ساتھ جرم کرنے والے اور خطا کرنے والے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ اب معاملہ آگے بڑھ گیا ہے، اب اس کا تعلق اثرانداز ہوگیا ہے۔ اب اگر میں ایسی باتیں پھر کروں گی یا کروں گا تو مجھے اس سے وہ شفقت نصیب نہیں ہو سکتی جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ تو یہ عفو کے بعد "صفح" ہے۔

مرد ہو یا عورت ہو اس کو اپنی نگرانی کرنی چاہئے اور عفو میں پناہ لینی چاہئے اور جو عفو میں پناہ لے وہ بد اخلاق ہو ہی نہیں سکتا۔

چنانچہ "صفح" میں یہ بھی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ایک انسان ناراضگی کے اظہار پر اپنا گھر چھوڑ کر باہر نکل جائے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کوئی بری بات آپ دیکھتے ہیں تو اس جگہ کو چھوڑ کر ہٹ جاتے ہیں صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ ناراضگی کا اظہار ہے گو سختی اس میں نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ اگر کوئی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے دین کے متعلق تو وہاں دراصل صفح کا معنیٰ ہی ہے جو مضمون بیان ہوا ہے ان کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ یعنی محسوس ہو ان کو کہ ہماری یہ حرکت اس شخص کو پسند نہیں آئی اس کے بعد بھی اگر ایسی غلطی سرزد ہو جاتی ہے جو قابل سرزنش ہے تو پھر مغفرت کا خانہ کھلا رہ جاتا ہے۔ اور بعض باتوں میں اظہار ناراضگی کے بعد بھی مغفرت ہوتی ہے اور ان معنوں میں "صفح" کے بعد مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی ناراضگی کو پھر اتنا لمبا نہ کرو کہ تعلق ٹوٹ ہی جائے، ایسا نہ ہو کہ رشتہ وداد ہی قطع ہو جائے کچھ حوصلہ دکھاؤ پھر اور واپسی کے سفر کے لئے مغفرت سے کام لو۔

تبھی خدا تعالیٰ جب بعض اپنے بندوں کا پیار سے ذکر کرتا ہے کہ ان سے یہ خطا ہوئی یہ خطا ہوئی تو پھر مغفرت کا مضمون ہمیشہ اس کے بعد آتا ہے اور مغفرت کے مضمون سے پہلے جب خدا کا دل مائل ہوتا ہے، دل چاہتا ہے کہ اس سے میں پیار کروں تو اس کو خود دعائیں سکھاتا ہے اور خود اس کو طریق بتاتا ہے کہ یہ باتیں کرو پھر مجھے تم بہت اچھے لگو گے پھر میں تمہاری طرف لوٹ آؤں گا۔ اور اس کے لئے کوئی بہانہ ہونا چاہئے ورنہ بعض لوگ ایسے بھی میں نے دیکھے ہیں کہ وہ ناراض ہوئے واپسی کا رستہ ہی نہیں یاد، آتا نہیں ہے، دل چاہے بھی تو آپس میں ایسی اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے کہتا ہے دوبارہ ہم کس مونہہ سے بات کریں گے اور اس کے نتیجے میں لمبے عرصے تک بعض دفعہ جدائیاں پڑ جاتی ہیں۔ میرے علم میں جب ایسے لوگ آتے ہیں تو میں سمجھاتا ہوں کہ اپنی انا کو توڑو یہ جھوٹی انا ہے تم سمجھتے ہو کہ اگر میں نے اب کہا تو میری خفت ہو جائے گی تو واپسی کے رستے ہر شخص کی اپنی شان اور اپنی حیثیت کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ اللہ نے واپسی کا رستہ اختیار کیا ہے۔ اور قرآن نے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اس کو بھی تو واپسی چاہئے ایک بندے سے ناراض ہوا ہوا ہے، دوسری طرف مونہہ کیا ہوا ہے بندے کو محسوس ہوگیا ہے کہ اب مجھے چھوڑ رہا ہے کچھ، وہ التفات نہیں رہا، وہ دعاؤں میں مقبولیت نہیں رہی۔ خدا کے اظہار کے بے شمار طریقے ہیں جو بندے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ اب کچھ معاملہ آگے بڑھ گیا ہے پھر اللہ واپس آتا ہے، بندہ تو نہیں پھر اس کو پکڑ سکتا۔ اللہ تو بندے کی پکڑ، پہنچ سے کہیں بالا اور اس کی رسائی سے بہت اونچا ہے تو یہ اس کی رحمت کا طریق ہے، خود جھکتا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ ہم نے اسے پھر سکھایا ایسی ایسی باتیں کرو وہ ہمیں بڑی اچھی لگیں گی، پھر میں تجھے معاف کروں گا تو معافی کے بھی کیسے پیارے رنگ ہیں اللہ کے، خود ہی معافی کے ڈھنگ سکھائے اور پھر معاف کر دیا اور گویا واپسی کا رستہ قائم ہو گیا۔

بندوں میں بھی کچھ واپسی کے رستے ہوا کرتے ہیں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی وہ رستے نکالا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب وہ آپ کے اوپر ایک بہت ہی ظالمانہ، جھوٹا الزام لگا، آپ نے کچھ عرصہ علیحدگی اختیار کی جب خدا تعالیٰ نے آپؐ کو بتایا کہ الزام بالکل جھوٹا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ معصوم ہیں تو آپؐ نے واپسی کے وقت نرم باتیں شروع کر دیں، حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا اب نرم باتوں کا کیا فائدہ، اللہ نے حکم دیا ہے تو آئے ہو، مگر انسانی فطرت ہے آپؐ نے اپنی طرف سے پیار اور نرمی کی باتیں کیں مگر عائشہ صدیقہؓ سمجھتی تھیں کہ اللہ کا حکم آگیا اب مجبور ہو گئے ہیں۔ تو واپسی کے رستے انسان ہمیشہ ڈھونڈا کرتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربوں پر آپ نظر ڈال کے دیکھ لیں ایک دفعہ جب آپ "صفح" کا معاملہ شروع کر دیں تو پھر بسااوقات واپسی میں الجھن پیدا ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس سلسلے میں بہت سے پیارے انداز دکھائے جن سے پتہ چلتا ہے کہ مغفرت کے لئے "صفح" کے بعد رستہ بنانا چاہئے اور انسان کو واپس لوٹنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس انا کو توڑنے کے لئے ایک بہت ہی پیارا نسخہ بیان فرمایا۔ بعض دفعہ صفح سچ ہے ناراضگی حق ہے لیکن اب اگلا بھی ناراض ہو بیٹھتا ہے وہ سمجھتا ہے میں سچا ہوں تو پھر واپسی کا پل قائم کرنا ذرا زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو" پھر کوئی مشکل نہیں رہے گی۔ یہ جو انا کا معاملہ ہے، انا جو حائل ہو جاتی ہے دوبارہ تعلقات کے قیام کے لئے اس کو توڑنے کے لئے اس سے اچھا کوئی رستہ نہیں ہے اور میں نے خود بھی اس کو استعمال کر کے دیکھا ہے، دوسروں کو بھی استعمال کروایا ہے بہت ہی اعلیٰ درجے کا نسخہ ہے۔ یہ نہیں فرمایا سچے ہو کر جھوٹے ہونے کا اقرار کرو۔ اب سچے ہو کر جھوٹا ہونے کا اقرار کیسے ہو سکتا ہے؟۔ اگر انسان سمجھ رہا ہے کہ میں جھوٹا نہیں ہوں اور یقین رکھتا ہے کہ میں جھوٹا نہیں ہوں تو پھر اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو ایک ہی معنیٰ رکھ سکتا ہے دوسرا معنیٰ اس میں آ ہی نہیں سکتا۔ اس کا یہ معنیٰ ہو نہیں سکتا کہ سچے ہو تو جھوٹ بول کر اپنے آپ کو جھوٹا کہو۔ اور کئی لوگوں کو اس فقرے کا مفہوم نہ سمجھ آنے کے نتیجے میں واپسی کا رستہ ہی نہیں پھر یاد رہتا۔ وہ کہتے ہیں ہم سچے ہیں ہم کیسے کہیں کہ ہم جھوٹے ہیں۔ یہ نہیں کہنا کہ ہم جھوٹے ہیں، تذلل ایسا اختیار کرو گویا تم جھوٹے ہو۔ تو اچھا جو بھی ہے ہمیں معاف کر دو، قصور ہمارا ہی سہی اب یہ کہنے کا طریق ہے، یہ تو جھوٹ نہیں ہے۔ اچھا چھوڑو اس جھگڑے کو، جو پرانی باتیں ہیں ان کو طول نہ دو ختم کرو چلو میں ہی جھوٹا سہی یہ جب کہتے ہیں "میں ہی جھوٹا سہی" تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے جھوٹے رنگ میں اپنے جھوٹ کا اقرار کیا ہے۔ یہ ایک طرز کلام ہے اور چھوٹے چھوٹے بعض لفظ زبانوں میں بہت ہی مفید اور کارآمد الفاظ ہوتے ہیں تو ہلکا سا TWIST دیدیں بات کو جو بدی کی خاطر نہیں بلکہ نیکی کی خاطر ہو تو اس سے معاملے حل ہو جاتے ہیں۔

ابھی کل ہی ایک شخص کی طرف سے معافی کا خط ملا ہے جس نے اپنی عمر کا ایک لمبا عرصہ اخراج میں ضائع کر دیا اس بحث میں کہ نہیں میں سچا ہوں اس لئے میں کیسے معافی مانگوں اور ہر دفعہ اصرار۔ میں نے کہا پھر اگر تمہارا یہ اصرار ہے تو بیٹھے رہو اسی پہ، دلائل اور گواہیاں کہتی ہیں تم جھوٹے ہو اور تمہیں اصرار ہے اپنے سچ پر اور تم کہتے ہو میں پھر کیسے معافی مانگوں۔ آخر خدا نے اس کو عقل دی اس نے جب دوبارہ معافی مانگی تو جو امور عامہ کے کارکن ہیں انہوں نے ان سے پوچھا کہ اسی شرط کے ساتھ مانگ رہے ہو۔ اس نے کہا نہیں اب میں نے کافی دیکھ لیا ہے اس کا نقصان، میں جو بھی ہوں مجھے معاف کر دیا جائے۔ میں یہ بحث چھیڑتا ہی نہیں کہ میں سچا تھا کہ جھوٹا تھا۔ میں نے اسی وقت اس کو معاف کر دیا کیونکہ کسی کو جماعت سے الگ رکھنا تو میرے لئے بھی بڑی تکلیف کا موجب ہوتا ہے لیکن اگر کوئی غلط ضد پہ اٹکا رہے تو اس کی غلط ضد کو تسلیم کرنا عفو اور درگزر اور مغفرت کے تقاضوں کے اندر نہیں ہے، وہ اس سے باہر کی چیز ہے۔

قرآن کریم "فمن عفا و اصلح" کا جو مضمون بیان کرتا ہے اس میں شرط ہے کہ عفو کی ایسی صورت میں تب اجازت ہوگی اگر اس کے نتیجے میں اصلاح ہو۔ اگر اس کے نتیجے میں غلطیاں پھیل جائیں اور غلط اصول قائم ہو جائیں اور فتنے پیدا ہونے شروع ہو جائیں تو پھر عفو کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے لوگ بعض دفعہ میرے ہی خطبوں کے حوالے دے کر مجھے ملزم کرتے ہیں کہ آپ نے تو عفو پر اتنا خطبہ دیا تھا مغفرت کی وہ وہ باتیں کی تھیں، آپ بھول گئے ہیں اب کیوں نہیں کرتے مغفرت سے کام۔ حالانکہ ان کو پتہ نہیں کہ قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی ہر قسم کی صفات بیان فرمائی ہیں وہ تمام صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ذات میں جلوہ گر تھیں اور ان کے درمیان عدل تھا، ان کے درمیان ایک توازن تھا اور اس عدل کو قائم رکھنا لازم ہے۔ ورنہ محض مغفرت کے نام پر اگر آپ ہر بات کو نظرانداز کریں اور ہر بات کو معاف کریں گے تو اس کے نتیجے میں گناہ بہت ہی شوریدہ سر ہو جاتے ہیں وہ باغی ہو کر سارے معاشرے کو برباد کر دیتے ہیں۔ تو ان چیزوں کے درمیان فرق رکھیں اور تبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعض ناراضگیاں بہت لمبا عرصہ چلی ہیں مگر اس لئے کہ ان معاملات میں آپؐ سمجھتے تھے کہ خدا کی اجازت کے بغیر میں مغفرت سے کام نہیں لے سکتا۔ جب اجازت آئی تو پھر آپؐ نے مغفرت سے کام لیا۔ جہاں ایسا معاملہ نہیں تھا وہاں آپؐ نے بڑے بڑے درگزر اور عفو اور مغفرت سے کام لئے ہیں۔ تو یہ مضامین ایسے ہیں جو توازن کا تقاضا کرتے ہیں اپنی طبیعتوں میں ان باتوں میں توازن رکھئے۔

پس مغفرت کی بھی ضرورت پڑے گی اگر وہ ایسے گناہ ہوں جن سے بخشش سے کام لینا ہے تو پھر عفا کے اس مضمون کے بعد جو میں نے بیان کیا ہے، اس سے علیحدگی کے بعد پھر واپس لوٹو، پھر معافی دو اور معافی کے بعد اور بھی زیادہ محبت بڑھ جایا کرتی ہے بسا اوقات۔ کسی نے کہا ہے۔

بڑا مزہ اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

جنگ کی اپنی تلخیاں سہی مگر جنگ کے بعد جو ملنے کا مزہ ہے وہ پھر بات ہی اور ہے۔ تو مغفرت اس مزے

لولاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR

&

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

کا نام ہے جو کچھ لڑائی، کچھ جنگ کے بعد انسان کرتا ہے اور پہلے سے بھی زیادہ تعلق میں بڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو ایک موقع پر اس طرح بیان فرمایا ہے کہ گویا خدا کو گناہ اچھا لگتا ہے کیونکہ اس کے بعد اس کو مغفرت کا بڑا مزہ آتا ہے۔ وہ میں نے ایک موقع پر تفصیل سے سمجھایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو لیکن یہ اپنی جگہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ غفور رحیم ہے اس کو مغفرت کا اس لئے لطف آتا ہے کہ اس کی مغفرت کے نتیجے میں گناہوں کو حوصلہ نہیں بڑھتا بلکہ گناہ مٹتے ہیں اور بندے کا خدا سے پیار بڑھ جاتا ہے اور یہ وہ حکمت ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مغفرت کے مضمون کو جتنا بار بار بیان فرمایا ہے شاید ہی کوئی اور مضمون ہو جو اس طرح اصرار اور تکرار کے ساتھ بار بار بیان ہوا ہو، مگر تکرار نہیں بلکہ بلاغ مبین کے طور پر بیان ہوا ہو۔

عفو ہے ہی وہی جس کے ذریعہ تمہاری عزت بڑھے۔ جہاں تم نے عفو کے نام پر خطاؤں سے نظر پھیری ہے اور خطائیں شوخ ہو گئی ہیں اور بچے بدتمیز ہوگئے ہیں تم بےوقوف ہو جو سمجھتے ہو کہ عفو سے کام لیا جا رہا ہے۔

"فان اللہ غفور رحیم" پس یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے۔ یہاں دو باتیں ہیں جن پر اس آیت کا اختتام ہے۔ اول یہ کہ اللہ تو غفور ہے اگر تم غفور نہیں بنو گے تو اللہ سے تعلق کاٹ لو گے ادھر اولاد کو دشمن بناؤ گے وہ ہاتھ سے جاتی رہے گی، بیوی جس کو تمہارے لئے سکینت اور راحت قلب کے لئے پیدا کیا گیا وہ تمہارے لئے سکینت اور راحت قلب دینے کی بجائے تمہارے خلاف عناد رکھنے والی ہو جائے گی۔ اولاد جس پر انسان کی آئندہ نسلوں کی بقاء کا انحصار ہے اس کی اپنی بقاء ہے وہ دشمن کے طور پر باقی رہے گی اور ہمیشہ اس کو بغض اور عناد سے یاد رکھے گی۔

بعض دفعہ بعض جاہل مرد اتنا زیادہ سختی سے کام لیتے ہیں کہ ان کے اپنے بچے مجھے لکھتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ہم دعا کیسے کریں گے کہ دل سے جھوٹ تو نہیں اٹھ سکتا ہم اس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کرو اور وہ کرو، ان سے زیادہ سے زیادہ مونہہ بند تو کرلیں گے کہ اف نہیں کہنا مگر پھر ان کے لئے دعا دل سے کیسے نکلے گی اور جس لکھنے والے کی میں بات کر رہا ہوں وہ بالکل سچائی کے ساتھ لکھ رہا تھا۔ اس نے جس طرح وضاحت کی بالکل عیاں تھا اس میں کوئی بناوٹ نہیں وہ بےچارہ سخت مظلوم اور مجبور تھا اور دل چاہتا تھا کہ میں بھی نیک لوگوں کی طرح اپنے ماں باپ کے لئے دعائیں کروں لیکن اس نے کہا اس نے تو گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ ماں پر سختی، بیٹیوں پر سختی، ہم پر سختی اور ایک دشمن کے طور پر ہمارے گھر میں بس رہا ہے وہ شخص اور کوئی بھی ایسا ذریعہ باقی نہیں رہنے دیا کہ ہم اس کے لئے دل میں کسی کونے میں محبت محسوس کریں۔

تو اپنی اولاد کو عدو بنانا باپ کا کام ہے، یہ قرآن کریم نے کھول دیا ہے مضمون کہ تمہاری بیویوں میں سے، تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں۔ مگر کس کے دشمن ہیں "جو عفو سے کام نہیں لیتا"۔ جو ترتیب یہ ہے عفو سے کام نہیں لیتا، صفح سے کام نہیں لیتا، میں اس کا معنیٰ پہلے بیان کرچکا ہوں۔ اور مغفرت سے کام نہیں لیتا اس کی اولاد اس کی دشمن ہو جائے گی اور پھر خدا کا تعلق بھی کاٹا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو غفور رحیم ہے۔ جو ان باتوں میں عفو، درگزر وغیرہ سے کام نہیں لیتا وہ رحیم نہیں ہو سکتا اور جو مغفرت نہیں کرتا اس کا غفور سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ تو دین و دنیا دونوں ہی ہاتھ سے نکل جائیں گے اگر انسان اس بدتمیزی کی روش پہ اصرار کرے۔ اور اولاد کو اچھا بنانا اس کا فرض ہے کیونکہ اگر وہ اس کی بداخلاقی کے نتیجے میں بری بن کے دنیا میں قائم ہوگی تو صرف یہ سوال نہیں ہے کہ اس سے کاٹی جائے گی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ لوگ آئندہ دوسروں کو جو اپنی بد خلقی کا نشانہ بنائیں گے کیونکہ ہر بچے کا ایک ہی طرح ردعمل نہیں ہوتا۔ بعض تو وہ ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا تکلیف محسوس کرتے ہیں، بےقراری محسوس کرتے ہیں، دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں کچھ بتائیں ہم کیا کریں ہم اللہ کی نظر میں بد بننا نہیں چاہتے مگر بےاختیاری کا عالم ہوگیا ہے لیکن ایسے کم ہوتے ہیں۔ اکثر وہ ہیں جو اس رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں پھر، باپ گھر سے نکلا تو ایک بچہ دوسرے پر تشدد کرتا ہے اور مائیں پھر بعض دفعہ اسی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں سارے گھر میں دنگا فساد، ایک دوسرے پر برتن اچھالنا، چیزیں پھینکنا۔ گھر ہے جو ایک فساد کی آماجگاہ ہو جاتا ہے اور پھر آگے یہ نسلیں اگلی نسلوں پر بڑا ہی ظلم کرنے والی بنتی ہیں۔ بہت سے معاملات جو میرے سامنے آتے رہتے ہیں مجھے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ کس ماں باپ کی گود میں اس عورت نے پرورش پائی ہے یا اس مرد نے پرورش پائی ہے ان کی ساری تاریخ ان کے اندر لکھی ہوئی ہے اور جو دہرا رہی ہے اپنے آپ کو، کتنی نسلوں تک یہ بدپھل کھائیں گے آخر۔ اس لئے ضروری ہے کہ بار بار بلاغ مبین کے ذریعے ان پر بات کھولی جائے اصرار کیا جائے کہ خدا کے لئے ہوش کرو کسی دن سوچو تو سہی کہ تم کیا ہوگئے ہو تم نے اپنے گھر کا کیا حال بنا رکھا ہے اور اس کے بدنتائج سے پھر تم بھاگ نہیں سکو گے اور مر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے کیونکہ ہر آنے والی نسل تمہیں بددعائیں دے گی۔ پس اس وجہ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درس والی رویا تھی اس نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے، اس پر میں زور دوں اور بار بار زور دوں اور آپ کو سمجھاؤں کہ عفو اور درگزر کے بغیر اور صفح اور مغفرت کے بغیر ہم حقیقت میں اپنی اولاد کی کیا دنیا میں کسی کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔

اب میں چند احادیث، جتنا بھی وقت ہے، وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ باقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی اقتباسات ہیں وہ آئندہ خطبے میں بھی اسی مضمون کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتایا کہ آپؐ نے فرمایا "**ما نقصت صدقة من مال و لا عفا رجل عن مظلمة الا زاده اللہ عزاً**" کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوا کرتی، یہ بھول جاؤ بات کہ صدقے سے مال کم ہوتا ہے۔ صدقے سے مال ہمیشہ بڑھتا ہے اور اس میں برکت پڑتی ہے۔ اور یہ بھی بہت ہی گہرا مضمون ہے اپنی ذات میں الگ تفصیل کا محتاج ہے۔ بعض دفعہ میں نے اس پر روشنی ڈالی مگر بعض دفعہ پھر بھی اسے بتانا پڑے گا کہ ایک طریق سود کے ذریعے مال بڑھانے کا ہے ایک قرضہ حسنہ خدا کو دینے کے ذریعے مال بڑھانا ہے ایک صدقات کے ذریعے مال کا بڑھانا ہے اور یہ ساری باتیں اپنی جگہ سچی ہیں کہ سود کے ذریعے نہیں بڑھتا بلکہ اس پہ نحوست پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کو قرضہ حسنہ دینے سے لازماً بڑھتا ہے اور غریب کی مدد کرنے سے، ضرورت مند اور محتاج کا خیال رکھنے سے مال میں ضرور برکت پڑتی ہے۔ لیکن یہ چونکہ ضمنی مضمون یہاں آیا ہے اس لئے میں اس کو سردست چھوڑتا ہوں۔

اگلی بات یہ ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی انسان عفو سے کام لے اور خدا تعالیٰ نے اس کو عزت نہ دی ہو۔ عفو سے اگر کام لو گے تو تمہاری عزت بڑھے گی عزت کم نہیں ہوگی اور یہ ایک بہت ہی گہرا نفسیاتی راز ہے جو حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ نے ہم پر کھولا۔ اور امرواقعہ یہ ہے کہ وہ ماں باپ جو اپنی اولاد سے عفو کا سلوک کرتے ہیں ہمیشہ ان کی عزت ان کی اولاد کے دل میں بڑھتی ہے اور عفو کے ذریعے باہر سوسائٹی میں بھی عزت بڑھتی ہے اور کبھی عفو سے انسان کرتا نہیں۔ یعنی لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس کو کیا پتہ چلتا ہے چلو چھوڑو پرے اس کو عفو میں ایک وقار پایا جاتا ہے۔ عفو کے مضمون میں یہ بات داخل ہے کہ علم ہوگیا ہے لیکن دیکھو ہم اپنی اعلیٰ حوصلگی کی وجہ سے، اپنے وسیع القلب ہونے کی وجہ سے تجھ سے اعراض کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں ہمیشہ ایسے شخص کے لئے دل میں عزت بڑھتی ہے اس کی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کی مثال تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی میں نے بہت قریب سے اور بار بار دیکھا عجیب عفو کا رنگ تھا یعنی جانتے تھے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے مگر یوں نظر کرتے تھے کہ گویا دیکھا ہی کچھ نہیں مگر جب دیکھتے تھے تو پھر صفح جمیل ضرور ہوتا تھا جب آنکھوں میں آنکھیں ڈال لیں جب ایسے دیکھا کہ نظر آگیا کہ اس نے دیکھ لیا ہے پھر اس سے ناراضگی کا اظہار بھی بالکل اسی طرح ہوتا تھا جیسے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ پھر اس سے کچھ دیر کے لئے گویا الگ ہوگئے، نگاہوں میں اجنبیت آگئی، یہ ہے وہ عفو کا دوسرا طریق یعنی معنیٰ وہی ہے مگر اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ گویا نہیں دیکھا، اس کو نہیں دیکھا جو توجہ چاہتا ہے۔ ہر وقت جس کو عادت ہو کہ مجھ پر پیار کی نظر رہے اس سے نظریں ہٹانا بہت بڑی سزا ہے اور REPROVE کا معنیٰ اس لحاظ سے اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر تم اگر عفو سے کام لو گے تو عفو کے نتیجے میں تمہیں کبھی بھی گھٹیا اور چھوٹا نہیں سمجھا جائے گا۔ اب اس میں ایک اور بڑی عجیب راز کی بات بیان فرما دی جس کی طرف توجہ دلا کے اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے میں اس خطبے کو ختم کروں گا کہ عفو ہے کیا، وہ عفو جس کے نتیجے میں اولاد بدتمیز ہوتی ہے اور کھل کھیلتی ہے، شرارتیں کرتی چلی جاتی ہے اس کے نتیجے میں اس اولاد کے دل میں ان ماں باپ کی عزت کبھی نہیں پیدا ہوئی اس لئے عفو پہچاننے کا کتنا عمدہ ذریعہ بیان فرما دیا۔ فرمایا عفو ہے ہی وہی جس کے ذریعے تمہاری عزت بڑھے۔ جہاں تم نے عفو کے نام پر خطاؤں سے نظر پھیری ہے اور خطائیں شوخ ہو گئی ہیں اور بچے بدتمیز ہو گئے ہیں تم بےوقوف ہو جو سمجھتے ہو کہ عفو سے کام لیا جا رہا ہے۔ تم حد پھلانگ چکے ہو جہاں عفو کی جو عمل داری تھی وہ ختم ہو گئی اس حد سے باہر آگئے ہو۔ تو ایک ہی چھوٹے سے پیارے فقرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کتنا عظیم الشان نکتہ بیان فرما دیا عفو کی پہچان کا۔ فرمایا اس وقت تک تمہارا عفو ہے جب تک اس کے نتیجے میں تمہاری عزت بڑھتی ہے جہاں تمہاری عزت ختم ہونی شروع ہو جائے وہاں عفو ختم ہے۔

پس وہ مائیں جو اپنے بچوں کو خاص طور پر جب وہ دوسروں کے گھروں میں جائیں تو ہر قسم کی کھلی چھٹی دیتے ہیں دوڑے پھرتے ہیں آوازیں نکالتے، چیخیں مارتے، بدتمیزی کا اظہار اور ان کے ہنسنے کی طرز

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

میں ہی بدتمیزی پائی جاتی ہے اوز جو میزبان ہے اس کو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کے بچے حیران ہو جاتے ہیں یہ کیا ہو رہا ہے اور ماں بیٹھی ہے بے حس، پرواہ ہی کوئی نہیں۔ اور وہ پھر ان کی قیمتی چیزیں، انہوں نے سجاوٹ کی چیزیں رکھیں اٹھاکے وہ پھینکیں، کوئی شیشہ توڑ دیا بہت قیمتی، کوئی اور چیز کسی کو نقصان پہنچا دیا، اور ماں ہے "بڑا شرارتی ہے ایسا نہ کریا کر" اور ایسا بچہ ضرور ماں سے بدتمیز ہوتا ہے یہ میرا تجربہ ہے ایک دفعہ بھی میں نے اس بات کو غلط نہیں دیکھا۔ ایسی مائیں جو ڈھیل دیتی ہیں ان کی عزت گر جاتی ہے اور ذلیل ہو جاتی ہیں وہ، اور وہ اولاد پھر ان پر بھی تحکم کرنے لگتی ہے۔

عفو اور درگزر کے بغیر اور صفح اور مغفرت کے بغیر ہم دنیا میں کسی کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔

یہ مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ یاد رکھو عفو سے عزت کم نہیں ہوا کرتی بلکہ خدا ہمیشہ ایسے شخص کی عزت بڑھاتا ہے۔ جہاں کم ہوتی دیکھو گے وہاں تم عفو کی حدیں پھلانگ گئے اس لئے لازم ہے تم پر کہ تم اپنی نگرانی کرو اور عفو کی حد سے باہر نہ نکلو۔ "عن مظلمة" لفظ تھا جو میں بھول گیا تھا بیان کرنا۔ "مظلمة" سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی جن سے تم پر کچھ ظلم ہوا ہے تمہارا نقصان ضرور ہوا ہے اور تکلیف کا موجب بنا ہے پھر، عام روزمرہ جو باتیں ہیں ان میں عفو تو اور چیز ہے مگر یہ عفو اس موقع کی باتیں ہیں جیسی کہ مثالیں بیان کی تھیں کہ تھوڑا بہت نقصان پہنچا دیا۔

اب جو باہر کے بچے آپ کے ہاں آتے ہیں ان سے بھی انسان عفو سے کام لیتا تو ہے مگر اگر وہ عفو کا کام آپ کو نقصان سے بچا نہ سکے اور آپ کی عزت بھی کم ہو تو پھر وہاں بھی عفو سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ دوسرے ماں کے بچے پر سختی نہ کریں، اس کو ماریں نہیں مگر صفح جمیل کا حکم اس کے بعد آپ پر لازماً صادق آتا ہے کہ سمجھائیں ماں باپ کو، کیونکہ صفح میں صرف اعراض کرکے ناراضگی کا اظہار نہیں بلکہ لفظوں میں ناراضگی کا اظہار بھی لغت کی رو سے لفظ صفح میں داخل ہے تو سمجھانا چاہیئے اس کی ماں کو یا اس کے باپ کو جو بھی ساتھ ہو کہ دیکھو تم بچوں سے ٹھیک سلوک نہیں کر رہیں یہ نقصان پہنچا رہے ہیں اور تکلیف دہ بات ہے۔ اس میں سزا دینے کا مفہوم نہیں ہے مگر اظہار ناپسندیدگی اس رنگ میں کہ دوسرے کو محسوس ہو کہ ایک غلط بات ہو گئی ہے۔

تو اس طرح اپنے معاشرے کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سنت کے مطابق ڈھالیں تو گھر میں اگر تربیت اچھی ہو جائے گی تو یاد رکھیں پھر آپ ایک دنیا کی مربی قوم کے طور پر ابھریں گے اوز ایسی قوم جو ان نصائح پر جو گھر سے شروع ہوتی ہیں اور بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتی ہے اس کے مرتبے بہت بلند ہو جاتے ہیں۔ اور "زادہ اللّٰہ" کا جو مضمون ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ عزت دیتا ہے اس شخص کو۔ یعنی بات تو نفسیاتی ہے مگر اللہ کی طرف عزت کو پھیر دینا دو باتوں کو ظاہر کرتا ہے ایک تو یہ کہ قانون قدرت ہے، خدا کا بنایا ہوا قانون ہے جو ضرور عمل دکھائے گا ایسی صورت میں اگر عفو سچا ہے تو تم ضرور اس کے نتیجے میں زیادہ عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے، عزت کے ساتھ تم سے سلوک کیا جائے گا لیکن اس سے بڑھ کر مضمون یہ ہے کہ جب اللہ کسی کو عزت دیتا ہے تو اس کی پھر کوئی حد نہیں رہتی وہ اس کے مرتبے کو جتنا چاہے بڑھائے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

پس محض ایک نفسیاتی ردعمل کے طور پر نہیں بلکہ اگر تم خدا کی خاطر ایسا کرو گے اگر اللہ کے خوف یا اس کی محبت کے نتیجے میں ایسا کرو گے تو پھر تمہاری عزتیں ضرور دنیا میں بڑھیں گی اور یہ وہ مضمون ہے جو ساری عالمگیر جماعت سے ان معنوں میں تعلق رکھتا ہے کہ اگر وہ گھر میں عفو سے کام لیں گے تو خدا محض گھر میں آپ کو جزا دینے کا پابند نہیں ہے اللہ کی جزاء تو پھر گلیوں، شہروں، ملک ملک پھیلتی ہے اور وہ کسی حد بندی کی پابند نہیں ہے اس لئے یہ جماعت کی عزت اور وقار کو بڑھانے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن اور رسول اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآن اور رسول کی ہدایت کی روشنی میں نصیحتوں پر عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
تندرستی ہزار نعمت ہے
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کررہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

بقیہ اداریہ

بجائے ویدوں کی خوبیاں بیان کرنے کے قرآن مجید پر اور آنحضرت ﷺ پر ایسے قابل شرم الزامات لگائے ہیں کہ کوئی شریف آدمی خواہ وہ مسلمان نہ بھی ہو ان تحریروں کو شرافت سے گری ہوئی سمجھے گا۔ پنڈت لیکھرام نے براہین احمدیہ کے جواب میں "تکذیب براہین احمدیہ" لکھی اور جابجا براہین احمدیہ کو "براہین احمقیہ" لکھا۔

(تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم صفحہ 501)

اسی طرح ایک کتاب "خبطِ احمدیہ" لکھی جو نام سے ہی یہ ظاہر کرتی ہے کہ کس قدر اشتعال انگیز کتاب ہوگی۔ ان ہر دو کتب کے بعض حوالے نمونہ کے طور پر ہم گزشتہ مضمون میں درج کر چکے ہیں اور کچھ بطور نمونہ اس اشاعت میں بھی درج کرتے ہیں چنانچہ قرآن مجید کے متعلق لیکھرام نے اپنی ایک نظم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے لکھا۔

مرزا کیوں مبتلا ہے قرآن کا تجھ کو سودا ہوا ہے قرآن کا
تو اس پر گھمنڈ کرتا تھا دیکھ فوٹو کھچا ہے قرآن کا
مکر کرتا ہے اور فریب و دغا خوب جعلی ہے خدا قرآن کا
خادع و ماکر مضل و ہازل واہ کیا کبریا ہے قرآن کا

(تکذیب براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 73)

یہ چند شعر ہیں جو لمبی نظم میں سے نمونۃً لکھے ہیں۔

علاوہ اس کے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی، اسلام کی ہتک، صحابہ کرام کی ذلت سے لیکھرام کی 'کلیات آریہ مسافر' بھری پڑی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کو وقتاً فوقتاً ان بداخلاقیوں سے باز آنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن روز بروز وہ اپنی بدزبانیوں میں بڑھتا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر کیا کہ

"آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا"۔ (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

یہ بھی عجیب خدا کی قدرت ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی جو 20 فروری 1886ء کو شائع کی گئی تھی اس پر جب نہایت حقارت و استہزاء سے لیکھرام نے گھناؤنے اعتراضات کئے تو سات سال بعد 20 فروری 1893ء کو اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب شدید میں مبتلا کئے جانے کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی۔ جس میں گویا یہ اشارہ تھا کہ یہ سزا پیشگوئی مصلح موعود کو نشانۂ تمسخر و استہزاء بنانے کی وجہ سے ہے۔

اس سزا کی کیا تفصیل ہے انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں (باقی) (منیر احمد خادم)

نمایاں کامیابی

خاکسار کی نواسی امتہ الشکور بنت شیخ مختار حسین صاحب آف سورو نے اس سال N.R.T.S امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور وظیفہ کی حقدار قرار پائی۔ یہ آل انڈیا سطح کا امتحان تھا اس سے قبل وہ U.P. کے امتحان میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کر کے وظیفہ پا چکی ہے۔

احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو آئندہ بھی نمایاں کامیابیاں عطا فرمائے اور دین و دنیا کی خادمہ بنائے۔ (سید یعقوب الرحمٰن سونگھڑہ۔ اڑیسہ)

☆۔ مکرم فضل احمد خان صاحب کیرنگ (اڑیسہ) ولد رنباز خان صاحب مرحوم کو بفضلہ تعالیٰ سرکاری ملازمت ملی ہے اسی طرح موصوف کی بہن عزیزہ منصورہ بیگم صاحبہ کا رشتہ طے پایا ہے۔ قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔
(شیخ ھارون رشید مبلغ کیرنگ۔ اڑیسہ)
(اعانت بدر -/200 روپے)

ایک وضاحت

بدر شمارہ ۴۹۔۵۰ ڈاکٹر عبدالسلام نمبر کے صفحہ ۷ پر جہاں آپ کے خاندان کے افراد کے اسماء درج کئے گئے ہیں آخر میں لکھا گیا ہے کہ

"ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ایک اور بیوی یورپین قومیت کی ہیں جن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔"

چونکہ ہمیں اس وقت ان کے ناموں کی تفصیل کا علم نہیں تھا اس لئے درج نہیں کر سکے اب وہ نام درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ اہلیہ محترمہ (ثانی) محترمہ لوئس جانس صاحبہ (اطالوی نژاد)
۲۔ بیٹی محترمہ سعدیہ سلام صاحبہ
۳۔ بیٹا محترم عمر سلام صاحب۔

(ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 1996ء (قسط اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عِلم کلام کی برتری کا عظیم نشان

اسلامی اصول کی فلاسفی

مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

وَلِلّٰہِ اٰیاتٌ لِتائِیدِ دَعوتی۔ فَاَنِس بعَینِ النّاظرِ المُتَعَمِّقِ

ترجمہ۔ اور میری تائید دعویٰ میں خدا کیلئے نشان ہیں۔ پس اس آنکھ سے دیکھ جو سوچنے والی اور غور کر کے دیکھا کرتی ہے۔

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب — میری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے اندرونی اختلافات اور اسلام اور دوسرے مذاہب کے باہمی اختلافات کے تصفیہ کے متعلق دو ایسے زریں اصول پیش کئے جنہوں نے مذہبی علم کلام میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔

پہلا اصول آپ نے اسلام کے اندرونی اختلافات کے متعلق پیش کیا کہ اسلام میں اندرونی فیصلوں کی اصل کسوٹی قرآن شریف ہے نہ کہ حدیث یا بعد کے آئمہ کے اقوال وغیرہ اس اصول نے اس گندے علم کلام کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔ جو ایک عرصہ سے اسلامی مباحثات کو مکدر کر رہا تھا جس کی وجہ سے قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا اور ہر فرقہ نے اپنے مطلب کی حدیثوں یا اپنے آئمہ کے اقوال کو قرآن پر قاضی اور حاکم بنا رکھا تھا۔ آپ نے اسلام کی اصل بنا قرآن اور سنت قرار دی اور حدیث کو صرف ایک خادم کی صورت میں پیش کیا۔ یہ ایک عجیب نکتہ تھا جس نے اسلامی علم کلام کی صورت کو بالکل بدل دیا۔ دوسرا زریں اصول جو آپ نے بین المذاہب اختلاف کیلئے پیش کیا وہ یہ تھا کہ ہر مذہب کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ اور دلیل ہر دو کو اپنی مقدس کتاب سے نکال کر پیش کرے۔ تاکہ یہ ثابت ہو کہ بیان کردہ دعویٰ متبعین کا بنایا ہوا نہیں بلکہ خود بانئے مذہب کا پیش کردہ ہے۔ اس اصول نے عیسائیت کی مشرکانہ تعلیم کا پول کھول دیا کہ یہ بعد کی ملاوٹ ہے۔ اصل تعلیم توحید ہی ہے نہ کہ تثلیث و کفارہ اور اسی طرح ویدوں کی اصل تعلیم کے بارے میں جو خیالات بعد میں آنے والوں نے قدامت روح و مادہ کے داخل کئے ہوئے ہیں یہ تحریف بھی پکڑی گئی اور اسلام کا بول بالا ہوا اور اسی بنا پر آپ کا علم کلام قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے دعوی اور دلیل اور اپنے مذہب کی خوبیوں کا شاہکار وہ نشان ہے جو اسلامی اصول کی فلاسفی کے ذریعہ سرزمین لاہور میں آفتاب آمد دلیل آفتاب کے طور پر ہزاروں اعلیٰ تعلیم یافتہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے خواص کے مشاہدہ میں آیا اور سب نے بیک زبان اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔

لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی بر موقعہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور۔

اس لیکچر کی عظمت شان میں انسانی ہاتھ کا مطلق دخل نہیں۔

خو کنی و خود کنانی کار را۔ خود دہی تو رونق ایں بازار را

کا مفہوم اس ربانی نشان پر حرف بحرف صادق آتا ہے۔ اس کے وقوعہ سے سترہ 17 برس قبل خدا تعالیٰ نے اس نشان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں :

"اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں۔ اور ان تینوں فرقوں کا ذکر کیا گیا تھا۔

(1) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آتھم صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔

(2) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے متبعین مسلمانوں کی نسبت۔ جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا۔

(3) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت (جو ایک دشمن اسلام کے بارہ میں) وقوع میں آیا۔۔۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا نام و نشان نہ تھا۔

اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جسکی پر زور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اس خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم پر ظاہر کر رہا ہے۔

یار غالب شو تا غالب شوی

یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قولی نشان اور دوسرا فعلی نشان۔ سو خدا نے تین مہینہ کے عرصہ میں یہ دونوں قسم کے نشان لاہور میں اس عاجز کے مضمون کی قبولیت اور فوق العادت عظمت ظاہر کر کے قولی نشان دکھلایا اور ایک دشمن اسلام کو دنیا سے اٹھا کر فعلی نشان دکھایا۔ اگر ہزار برس تک کی کتابیں بھی تلاش کرو تو ایسی پیشگوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ جس کی بنیاد ایسی شائع کردہ تحریروں پر ہو جو ہر ایک قوم کے سامنے اور ان کے قبضہ میں ہوں اور وہ اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ اسی میعاد میں اسی دن اسی وقت میں اسی صورت میں پوری ہو گئی ہو"۔ المُلتمس خاکسار۔

مرزا غلام احمد قادیان

(اشتہار 22 مارچ 1897)

جلسہ کے انعقاد اور لیکچر کی تیاری کا پس منظر

اس عنوان کے حقائق حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ میں جو حضور نے نشان نمبر 123 کے تعلق سے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بیان فرمائے ہیں پیش کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا (حاشیہ میں لکھا ہے "یاد آیا اس کا نام سوامی شوگن چندر تھا۔ **منہ**) اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں (حاشیہ : اس جلسہ کا نام دھرم مہوتسو جلسہ اعظیم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔) آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں۔ تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ میں نے عذر کیا نیز اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور میں بغیر اس کے دکھائے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے اور میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا۔ جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا۔ اور ایسی تیزی سے اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کیلئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر تیزی سے اس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ "مضمون بالا رہا"۔

(اقتباس حقیقت الوحی صفحہ 291)

سوامی شوگن چندر نے جس کا حضور انور نے اپنے نشان مذکورہ بالا میں ذکر فرمایا ہے' اپنے بارہ میں جلسہ عظم لاہور کی تقریر میں خود بیان کیا کہ وہ بچپن سے دینی کاموں سے لگاؤ رکھتے تھے کجاۃ ضلع گجرات کے کسی مسلم سے بذریعہ خوابوں کے رہنمائی حاصل کر کے کچھ عرصہ اپنی قوم کائستھ کی اصلاح و خدمت کا کام کرتے رہے۔ 1892 میں دفعتاً انہیں خیال آیا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ آخر یہ تجویز دل میں آئی کہ مذہبی کانفرنس منعقد کی جائے۔ اس نوعیت کا پہلا جلسہ موصوف کے ذریعہ اجمیر میں ہوا اور دوسرے جلسے کیلئے لاہور کی فضا کو موزوں سمجھ کر اس میں لگ گئے۔ انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ کام تو وہی وجود صحیح طور پر کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اس کام کیلئے مامور فرمایا ہو جو پہلے سے رات دن اس کام کیلئے کوشاں تھے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلکہ حضور علیہ السلام نے تو ایک فیصلہ کن بین المذاہب جلسہ کی تجویز قبل ازیں اپنے اشتہار مجریہ 29 دسمبر 1895 میں شائع فرما چکے تھے جس میں آپ نے تجویز فرمایا تھا "میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس کام کے انجام دینے کیلئے ایک مہذبانہ جلسہ مذاہب متفرقہ اسی جگہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں انعقاد پاوے۔ نیز اس جلسہ کے قواعد کی تفصیل بھی شائع فرمائی۔ اس جلسہ کیلئے ضروری قرار دیا گیا کہ جہاں تک ممکن ہو ہر قوم کے اکابر علماء میں سے ایک نامی فاضل تشریف لاویں جملہ مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کرنے کے علاوہ اپنی جماعت کی طرف سے حضور نے اپنے آپکو پیش فرمایا۔ نیز فرمایا کہ چونکہ جلسہ کی غرض اظہار حق ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ یہ جلسہ ایک ماہ تک رہے" اس کے اہم انتظامات کی ذمہ داری حضور نے اپنے ذمہ لی۔ باوجود کہ بہت سی سہولتیں مدعوین کو فراہم کرنے کا بھی اعلان تھا مگر جملہ مذاہب کے نمائندوں نے اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

پس سوامی شوگن چندر کا جلسہ اعظم مذاہب کیلئے محرک بن کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہونا حضور انور کے اشتہار 29 دسمبر 1895 کی تکمیل کیلئے ایک کڑی کا رول ادا کرنے کا باعث ہوا اور اس سے قبل سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ ان کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں (اس کے بارے میں حضورؑ نے موصوف کو جواباً مطلع فرماتے ہوئے تحریر فرمایا" سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کیلئے آپ کی منشا کو پورا کرنے کیلئے تیار ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپ کے جلسہ میں پڑھا جائے گا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا کا نام درمیان آنے سے سچے مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپ کے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو ان کے پرمیشور یا یسوع کی عزت کا کس قدر پاس ہے اور وہ ایسے عظیم الشان قدروں کے نام پر حاضر ہونے کیلئے مستعد ہیں یا نہیں۔

(حاشیہ متعلق اشتہار 21 دسمبر 1896 جلسہ مذاہب صفحہ 227 تریاق القلوب)

یہ 21 دسمبر 96 کا اشتہار نہ صرف لاہور میں ہی مشتہر کیا گیا بلکہ جلسہ مذکورہ کی تاریخوں سے کئی دن پیشتر پنجاب کے اکثر شہروں میں اور ہزارہا لوگوں میں بکثرت شائع ہو چکا تھا اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری اور دوسرے کئی مولویوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس جلسہ مذاہب سے پہلے ہزاروں انسانوں میں شائع کیا گیا اور جس میں باآواز دہل بتلایا گیا تھا کہ یہی مضمون تمام دوسرے مضمونوں پر

غالب رہے گا"۔

(تریاق القلوب صفحہ 225,224)

پیشگوئی

جلسہ اعظم لاہور کے بارے میں بارگاہ رب العزت سے بشارت پاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم نشان کی، پیشگوئی پر مشتمل اشتہار بعنوان "سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری "21دسمبر 1896 کو شائع فرماکر ہندوستان کے دور دراز تک پھیلا دیا اور خاص طور پر یہ اشتہار چارپانچ روز جلسہ سے قبل پہنچایا گیا۔ اس میں حضور نے متعدد اہم خوشخبریوں کا ذکر فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں :

نمبر1 : فرمایا۔ "اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔"

نمبر2۔ "یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے"۔

نمبر3۔ "اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق و معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ در حقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے"۔

نمبر4۔ "ور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا"۔

نمبر5۔ "اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی"

نمبر6۔ "میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف دگزاف سے منزہ ہے"

نمبر7۔ "مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجبور کیا ہے کہ تاوہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت کرتے ہیں"

نمبر8۔ "مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہ ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور"

نمبر9۔ "کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو"

نمبر۔10 "میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا۔

الله اکبر خربت خیبر

اس کی تعبیر۔ یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرایا گیا ہے"

نمبر 11۔ "سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی چلی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے"۔

نمبر 12۔ "پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔

ان الله معك ان الله معك ان الله يقوم اينماقمت

یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کیلئے ایک استعارہ ہے"

نمبر13۔ "اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج کر کے ان معارف کو سننے کیلئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر (26-27-28)دسمبر پر آویں"

نمبر۔14 "کہ ان کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے" والسلام علی من اتبع الهدی"

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

21دسمبر1896ء

نمبر15۔ "براہین کے صفحہ 497 میں یہ پیشگوئی ہے کتاب الولی ذوالفقار علی اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے جو جلسہ مذاہب میں درج کیا گیا ہے یعنی "اللہ اکبر خربت خیبر" خیبر کی فتح کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں اور خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے۔ جو دراصل یہودی سیرت ہیں۔ اب ان کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان لوگوں کی خوب بے عزتی ہوئی"

(انجام آتھم صفحہ 339)

نمبر16۔ تخمیناً عرصہ بیس برس کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا۔ وہ یہ ہے۔

هو الذی ارسل رسوله باالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

(سورہ صف)

ترجمہ۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پہ پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیا اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔

چنانچہ یہ کرشمہ قدرت مہوتسو (جلسہ اعظم مذاہب) کے جلسہ میں ظہور میں آچکا ہے"

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ 231 -232)

روئیداد جلسۂ اعظم (مہوتسو) لاہور

اس جلسہ کے موڈریٹر صاحبان (یعنی منتظمین) مندرجہ ذیل اصحاب تھے۔

☆رائے بہادر پرتول چندجج چیف کورٹ پنجاب۔
☆ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ پنجاب۔
☆ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن کول پلیڈر چیف کورٹ۔
☆حضرت مولانا حافظ حاجی حکیم نورالدین صاحب بھیروی۔
☆رائے بہادر بھوانی داس ایم اے سیٹلمنٹ آفیسر جہلم۔
☆سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور۔

منتظمین جلسہ نے شائقین جلسہ کی بہتات کا پہلے سے ہی خیال کر کے نہایت وسعت والا مکان جلسہ کیلئے تجویز کیا یعنی اسلامیہ کالج لاہور جس سے بہتر اور کوئی جگہ نہ تھی چنانچہ انجمن حمایت اسلام نے بخوشی یہ جگہ دینی منظور کرلی۔ یہ جلسہ جس شان و شوکت امن و اطمینان سے ہوا۔ محتاج بیان نہیں جلسہ کی تاریخ آئی تو تمام نمائندے حاضر تھے آریوں۔ عیسائیوں۔ سناتن دھرمیوں۔ براہمو سماجیوں۔ سکھوں۔ تھیوسافیکل سوسائٹی والوں۔ فری تھنکروں کو دعوت دی گئی تھی مسلمانوں میں سے حضرت مسیح موعود الصلوۃ والسلام کے لیکچر کے علاوہ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی ثنا اللہ امرتسری اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی مدعو تھے۔ اس جلسہ کیلئے تین دن مقرر کئے گئے تھے یعنی 26- 27 -28دسمبر 1896۔ پہلے روز 26.12.96 کو موڈریٹروں میں سے شیخ خدا بخش صاحب حسب قرارداد کمیٹی پریذیڈنٹ جلسہ تھے۔ پہلی تقریر حسب پروگرام پنڈت امراؤ سنگھ صاحب کی تھی۔ جو جین مذہب کے وکیل تھے۔ لیکن وہ تشریف نہیں لائے۔ اس لئے یہ وقت جناب میر ناصر نواب صاحبؓ نبیرہ خواجہ میر درد صاحب کو دیا گیا۔ جنہوں نے کمیٹی کی تحریک پر اغراض جلسہ کو مدنظر رکھ کر نظم لکھی اس نظم کو پیش کرنے کا موقعہ حضرت میر صاحبؓ موصوف کو تصرف الٰہی سے میسر آیا۔ یہ نظم گویا یاران نکتہ دان کیلئے نہایت شائستگی و محبت بھرے الفاظ میں صلائے عام کا رول ادا کر گئی۔ تبرکاً اس طویل نظم کے دو تین اشعار ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

ہے ہند میں آج فضل باری
پہلی سی نہیں ہے بیقراری
اظہار کا حق کے وقت آیا
ہے جوش میں اپنا اور پرایا
ہر فرقہ کے آدمی اکٹھے
کس شوق سے ایک جا ہیں بیٹھے
اپنے ہنر کا کریں گے اظہار
ہر دین کے آئیں گے مددگار

ارشادِ نبوی ﷺ

اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ

ترجمہ۔ سخت غصّے سے بچو۔

منجانب۔ لرکسن جماعت احمدیہ ممبئی

یکے بعد دیگرے مختلف مذاہب کے نمائندوں نے مندرجہ ذیل مجوزہ پانچ سوالوں کا جواب اپنی تقاریر میں پیش کیا۔

سوال نمبر۔1 : انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں۔

سوال نمبر۔2 : انسان کی دنیوی زندگی کے بعد کی حالت۔

سوال نمبر۔3 : دنیا میں انسان کی ہستی کی غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر۔4 : کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

سوال نمبر۔5 : علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

حسب رپورٹ جلسہ اعظیم مذاہب لاہور شائع کردہ بمطوری منتظمین جلسہ 28 دسمبر کو پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کیلئے پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔ اس وقت کوئی 7-8ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا اور ان کھڑے ہونے والے شائقوں میں بڑے بڑے رؤسا۔ عمائد پنجاب' علماء و فضلا' بیرسٹر وکیل پروفیسر اکسٹرا اسٹنٹ۔ ڈاکٹر غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی شان لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ اس مضمون کیلئے) اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی مقرر تھے (لیکن حاضرین کو اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی اور سامعین کی بے خودی اور محویت یہاں تک بڑھی کہ انہوں نے یہی سمجھ لیا کہ پانچوں سوالوں کے جوابات پڑھ دئے گئے ہیں لیکن مضمون پڑھنے والے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے بلند آواز سے فرمایا کہ حضرات جو کچھ آپ نے سنا ہے یہ صرف پہلے ہی سوال کا جواب ہے۔ یہ سننا ہی تھا کہ سامعین نے یک زبان ہو کر بڑے زور سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ جب چار سوالوں کا جواب ابھی باقی ہے تو جلسہ کیلئے ایک اور دن کیوں نہ بڑھا دیا جائے) یکا یک مضمون کا وقت ختم ہو گیا۔

جاری (باقی انشاءاللہ اگلے شمارہ میں)

طالبان دُعا:۔

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 ینگولین کلکتہ 700001

فون نمبرز۔ 2430794,241652,248522

ہمارے ننھیال میں احمدیت کا نور کیسے آیا

(امتہ القیوم والدہ طاہر احمد ہمبرگ جرمنی)

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے جب مسیح موعود اور مہدیٔ مسعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا تو تمام ہندوستان میں ایک تہلکہ مچ گیا مخالفت کا شدید طوفان اٹھا ملاؤں کا راج تھا انہوں نے ہر طرف سے حضرت اقدس پر تکفیر کے فتوے لگائے اور شہر شہر گاؤں گاؤں عوام الناس کو بھڑکا اور دھمکا کر چاروں طرف مخالفت کا ایک جال بچھا دیا لیکن وہ قادر و مطلق خدا جب اپنے کسی مرسل کو مامور فرماتا ہے تو اپنی کل کائنات کو اس کی تائید و نصرت پر مقرر کر دیتا ہے پھر مخالف چاہے کتنے جال کیوں نہ پھیلائیں وہ مالک حقیقی اپنی سعید روحوں کی پھریوں نصرت فرماتا ہے کہ وہ بڑی بڑی روکوں کو توڑ کر صداقت کے جھنڈے تلے بھاگے چلے آتے ہیں یہی ایک روشن نشان ہے مامور من اللہ کی صداقت کا جو آنکھ کے اندھوں کو کبھی نظر نہیں آیا

ایسا ہی ایک واقعہ ہمارے ننھیال میں بھی رونما ہوا خدا تعالےٰ کی خاص تائید اور رحمت سے احمدیت کا نور ہمارے ننھال میں داخل ہؤا

ہمارے نانا جان کا نام خواجہ حسن محمد تھا۔

آپ کے تین بیٹے حضرت خواجہ محمد الدین، حضرت خواجہ جان محمد رضی اللہ عنہم اور محترم خواجہ اللہ دتا بٹ سیالکوٹ والے تھے اور دو بیٹیاں محترمہ جنت بی بی اور دوسری ہماری والدہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ تھیں آپ کا گھرانہ اپنے گاؤں میں معزز اور صاحب حیثیت تھا اور نیک متقی دیندار تھا بڑے ماموں محمد الدین صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے والدین خاص طور پر والدہ بہت زیادہ عبادت الٰہی کرنے والی اور تہجد گذار تھیں دن رات ہمارے گھر قرآن پاک پڑھا جاتا تھا

خدا تعالےٰ کا خاص فضل و احسان تھا کہ یہ تینوں ماموں اور ہماری والدہ محترمہ زینب بی بی احمدیت کے نور سے منور ہوئے جبکہ ان کی سب سے بڑی ہمشیرہ یعنی ہماری خالہ جان جنت بی بی کو نانا جان نے کسی ملاں سے بیاہ دیا ہوا تھا اس وجہ سے وہ ان کے زیر اثر احمدیت سے محروم ہی رہیں

احمدیت کا پیغام جب ان کے گاؤں پہنچا تو ہمارے بڑے ماموں اور چھوٹے ماموں خواجہ جان محمد نے گھر والوں سے پوشیدہ طور پر احمدیت کو قبول کر لیا اور پھر ایک دن اپنے والد صاحب کے ڈر سے گھر بار چھوڑ کر قادیان کی طرف پیدل بھاگ نکلے اس زمانہ میں سواری تو تھی نہیں ادھر نانا جان کو کسی نے اطلاع کر دی کہ آپ کے بیٹے کافر ہو گئے اور گاؤں چھوڑ کر قادیان کو بھاگ گئے ہیں نانا جان کو سخت دکھ ہوا اور غصہ آیا انہوں نے ان کے تعاقب میں گھوڑ سواروں کو بھگایا کہ وہ جہاں کہیں ملیں پکڑ کر لاؤ یہ ابھی چھپتے چھپاتے آدھے رستہ میں تھے کہ انہوں نے ان کو آگھیرا۔ بڑے ماموں جان اونچے لمبے ... کے تھے وہ تو پکڑے گئے اور وہ ان کو گھر لے آئے جہاں انہیں نانا جان سے سخت مار پڑی اور سزا ملی لیکن چھوٹے ماموں خواجہ جان محمد صاحب کا قد چھوٹا تھا وہ کمادوں (گنّے کے کھیت) میں چھپ گئے اور بچ کر قادیان دار الامان پہنچ گئے اور پھر وہیں سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے قدموں میں پڑے رہے حضور اقدس نے انہیں کچھ مدّت کے لئے کشمیر قرآن کریم پڑھانے کے لئے بھجوا دیا اس طرح آپ خدمت قرآن میں ایسے مصروف رہے کہ گھر والوں سے بالکل رابطہ کٹا رہا اور ان کے حال احوال کی کوئی خبر نہ ملی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب طاعون سارے ملک میں پھیل رہی تھی آپ کے آنے کے بعد گاؤں میں بھی طاعون نے زور پکڑا ہمارے اماں جی (اللہ تعالےٰ ہر دن ان کے درجات بلند فرماتے آمین) بیان کرتی تھیں کہ "طاعون سے گھر گھر لوگ مرنے لگے تو ہمارے گھر میں بھی والد صاحب اور بھائی محمد الدین کی پہلی بیوی دونوں کو طاعون ہو گئی۔ والد صاحب کی حالت بگڑتی گئی سب ان کی تیمار داری میں لگے رہے اور کسی کو ہوش ہی نہ رہا جب والد صاحب نے دم دیا تو کسی نے یاد دلایا اور کہا کہ جاکر محمد الدین کی بیوی کا بھی پتہ کریں کہ اس کا کیا حال ہے جب اس کی طرف بھاگے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکی ہوئی تھیں ان کا کسی کو پتہ ہی نہ چلا نہ کسی نے ان کے منہ میں پانی ڈالا۔ اس طرح ایک ہی وقت میں دو جنازے گھر میں پڑے تھے۔ اور گھر میں کہرام مچ گیا۔ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔

خدا تعالےٰ کا احسان اور رحم تھا کہ اتنی موتا موتی کے باوجود خدا تعالےٰ نے ہم سب بہن بھائیوں کو بچا لیا۔

والدین فوت ہو گئے اس کے بعد پھر بھائی جان محمد کو قادیان آدمی بھیج کر پیغام بھیجا کہ تیرے ماں باپ فوت ہو گئے ہیں اب بے شک تم گھر آجاؤ پھر جاکر وہ واپس آئے۔

بڑے ماموں خواجہ محمد الدین اور چھوٹے خواجہ جان محمد صاحب دونوں کا رشتہ سیدنا حضرت اقدس کے ایک بزرگ صحابی حضرت میاں بھگا کے گھر ہوا تھا۔ غالبًا ان کی شادیاں حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کروائی تھیں اور ہماری یہ ممانیاں بیاہ کر انہیں کے گھر ہی آئی تھیں۔ چھوٹی ممانی محترمہ فاطمہ بی بی کا تو اس خاندان کے ساتھ بہت گہرا محبت اور پیار کا تعلق تھا خاص طور پر حضرت سیدہ آپا جان سعیدہ بیگم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بالکل بہنوں جیسا تھا اور حضرت آپا جان بھی ممانی جان کو بہت یاد کیا کرتی تھیں۔

ہماری والدہ اپنی کسر نفسی کی وجہ سے اپنی خوابیں کسی کو نہیں بتاتی تھیں ایک بہت شاندار خواب اماں جی نے مجھے سنائی تھی کتراتی رہیں کہ مجھے لکھوا دیں بڑی مشکل سے مانیں اور میں نے لکھی لیکن خدا تعالےٰ کی قدرت وہ مجھ سے گم گئی صرف یہ ایک رؤیا جو احمدیت کی سچائی کا ثبوت تھی وہ سنایا کرتی تھیں۔

اماں جی کی ایک مبارک خواب

ہماری والدہ محترمہ زینب بی بی سب بہن بھائیوں میں چھوٹی تھیں انہوں نے بیان کیا کہ میں ابھی چھوٹی تھی جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی میں ایک رؤیا دیکھی

"دیکھا کہ ایک کثیر خلقت قادیان کی طرف بھاگی جا رہی ہے میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ خدا اترا ہوا ہے ہم اس کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں یہ سن کر میں بھی ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہوں اس شوق میں کہ خدا کی زیارت کروں ابھی قادیان پہنچی ہوں کیا دیکھتی ہوں کہ لوگ واپس آرہے ہیں میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ خدا تعالےٰ واپس آسمان پر چلا گیا ہے۔"

محترمہ اماں جی خود ہی اس کی یہ تعبیر کیا کرتیں کہ حضرت اقدس کا نزول گویا خدا کی ایک مجسم قدرت ہے اور میں حضرت اقدس کی زندگی میں بیعت نہ کر سکی اس طرح میری یہ خواب پوری ہو گئی کہ میں خدا تعالےٰ کی زیارت سے محروم رہ گئی"۔

حضرت اقدس کے اس بلند مرتبہ اور اعلیٰ شان کے بارہ میں تذکرہ میں آپ کا مندرجہ ذیل الہام موجود ہے "طاعون کا تذکرہ چل پڑا فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ "خدا قادیان میں نازل ہوگا" اپنے وعدہ کے موافق" (تذکرہ ص۴۳۷ سنہ ۱۹۰۲ء)

ہماری خالہ جنت بی بی صاحبہ نے احمدیت کی سچائی میں ایک خواب دیکھا جس سے احمدیت کی سچائی کا نشان ظاہر ہوتا ہے خالہ چونکہ ملاؤں کے زیر اثر رہیں وہ بہت نیک عبادت گذار دن رات ہزاروں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا دو دفعہ حج کی سعادت پائی باوجود چاہنے کے احمدیت کے نور سے منور نہ ہو سکیں ان کا پسرور ضلع سیالکوٹ میں بہت بڑا باغ تھا جہاں ملاں ہر وقت موجود رہتے۔ اسی لئے یہ ارشاد نبوی ہے کہ صحبت صالحین بہت ضروری امر ہے عمل صالح کے لئے۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ایک دفعہ آپ ربوہ آئیں اور انہوں نے یہ خواب سنایا "کہ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ میں پانی بھرنے جا رہی ہوں گھڑا اٹھایا ہوا ہے ایک صاف شفاف کنوئیں میں تازہ پانی سے سب احمدی پانی بھر رہے ہیں اپنی باری کے انتظار میں وہاں کھڑی ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ دور ایک چھپّڑ (جوہڑ) کے قریب ہمارے بہت سارے ملاّں نظر آتے ہیں میں وہاں چلی گئی ہوں دیکھا کہ ملاّں چھپّڑ سے پانی بھر رہے ہیں میں کہتی ہوں جہاں سے ہمارے ملاّں بھر رہے ہیں میں بھی وہیں سے بھرتی ہوں اور دیکھا کہ وہ پانی اتنا گندہ ہے کہ اس پر کائی جمی ہوئی ہے وہ پھر بھی بھر رہے تھے اور مجھے بھی کہتے کہ تم بھی یہاں سے بھر لو"۔

اس خواب پر ہم نے ان کو بہت سمجھایا کہ اب تو آپ کو خداوند کریم نے واضح طور پر سمجھا دیا ہے کہ احمدیت سچی ہے اب تو مان جائیں وہ بہت پریشان تھیں کوئی فیصلہ نہ کر سکیں بد قسمتی تھی واپس پسرور چلی گئیں اچھا اچھا کہتی رہیں۔ لیکن ملاؤں کے اثر سے احمدیت کے نور سے محروم رہ گئیں

ہمارے تینوں ماموں اور والدہ بہت مخلص فدائی احمدی تھے اور خدا تعالےٰ کے فضل و احسان سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں اللہ تعالےٰ انہیں اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

ماموں اللہ دتا بٹ کی کوئی اولاد نہ تھی قادیان میں احمدیہ بورڈنگ کے قریب حضرت بابو اکبر علی رضی اللہ عنہ کی دکان میں دودھ دہی کی دوکان کرتے رہے یہ بھی ہمارے اماں جی کی طرح ہنس مکھ نہایت خوش مزاج صاف دل مخلص احمدی اور دل کھول کر خدمت خلق کرنے والے تھے بے شمار بچّوں کو وظائف دے کر ان کو اعلیٰ تعلیم دلواتے رہے چندوں کے پابند تھے ہم نے ان کا تحریک جدید کا چندہ جاری رکھا ہے انکی بیوی محترمہ عائشہ بیگم سیالکوٹ کی اپنے خاندان میں اکیلی احمدی۔ بہت لاجواب شخصیت کی مالک تھیں حضرت چوہدری اسد اللہ خان رضی اللہ عنہ کی بیگم نے انکو اپنی بہن بنایا ہوا تھا۔ سگی بہنوں کی طرح اتنا پیار تھا دونوں میں چند دن ایک دوسرے سے الگ نہ رہ سکتیں یہ بھی بہت ہنس مکھ خوش مزاج تھیں اور بڑی قربانی سے احمدیت قبول کی تھی۔

تصحیح

بدر مجریہ ۱۳/۶ فروری ۹۷ میں سہواً شمارہ ۶-۷ کی بجائے شمارہ ۵ لکھا گیا ہے
ص۹ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش سہواً ۲۱ جنوری لکھی ہے جبکہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲ جنوری ہے۔ (ادارہ)

درخواست دعا۔ میری والدہ محترمہ کا جموں میں داڑھ کا اپریشن ہؤا ہے۔ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے (ظفر اللہ عزیز آف بھدرواہ)

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۱۷)

کلکیریا سلف

CALCAREA SULPHURICA

(Sulphate of Lime - Plaster of Paris)

کلکیریا سلف اور کاربونیم سلف میں سلفر کا عنصر مشترک ہے جو سلفیورک ایسڈ سے لیا جاتا ہے لیکن کاربن کی بجائے کلکیریا شامل کیا گیا ہے۔ کلکیریا سلف کی ایک خاص علامت گہرے Absces یعنی پھوڑے پیدا ہونے کا رجحان ہے۔ اس لحاظ سے پائیروجینم سے اس کی مشابہت ہے۔ پائیروجینم متعفن پھوڑوں میں اس صورت میں کام آتی ہے جب خون میں تعفن پایا جائے۔ سلیشیا کے پھوڑوں میں بھی تعفن ہوتا ہے لیکن اس میں خون میں تعفن نہیں ہوتا۔ گندے خون کے نتیجہ میں جو پھوڑے نکلتے ہیں ان میں پائیروجینم کے علاوہ کلکیریا سلف بھی بہت اچھی دوا ہے۔ اسی طرح کینسر کا رجحان رکھنے والے پھوڑوں سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے اور کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچاتی ہے۔ وہ کینسر کے زخم جو جلد پر ظاہر ہو کر ناسور بن جاتے ہیں اور رسنے لگتے ہیں اس میں بھی مفید سمجھی جاتی ہے۔

کلکیریا سلف مرگی کی بہترین دوا ہے۔ اس دور میں مرگی کی بیماری میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک وجہ خوراک کا ناقص ہونا بھی ہیں دوسرے وضع حمل کے وقت بعض ایسے علاج کئے جاتے ہیں جن کا بچوں کے دماغ پر اثر پڑتا ہے۔ بعض اور دواؤں کے بداثرات کے نتیجہ میں بھی مرگی کے دورے پڑنے لگتے ہیں لیکن یہ بہت تکلیف دہ اور افسوسناک بات ہے کہ مرگی کا رجحان بہت بڑھ رہا ہے۔ ٹکسالی کے نسخوں کے علاوہ ایسی دوائیں ڈھونڈنی چاہئیں جن سے مرگی کا مکمل علاج ہوسکے۔ کلکیریا سلف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مرگی کا علاج ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر کینٹ جو بہت چوٹی کے ایلوپیتھک ڈاکٹر اور سرجن بھی تھے سارے جسمانی نظام کو سمجھتے تھے وہ کلکیریا سلف کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مرگی کو جڑوں سے اکھاڑ دیتی ہے۔ بعض اوقات دماغ میں ٹیومر کی وجہ سے مرگی ہو جاتی ہے۔ دماغ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے بھی مرگی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ بعض لوگوں کی پیدائشی طور پر کھوپڑی کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مرگی کا مریض ہے۔ ماتھا تنگ اور بالوں کا رواں بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر مستقل پیدائشی نقص ہوتا ہے جس کے بارے میں کینٹ کا یہ فقرہ کہ کلکیریا سلف اس کا علاج ہے مشکوک سا دکھائی دیتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہ تجربہ تھا کہ بہت سے کیسز میں کلکیریا سلف نے غیر معمولی فائدہ دیا ہے اس وجہ سے انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بنیادوں سے مرگی کی جڑیں اکھیڑ دیتی ہے۔ چونکہ یہ مکمل علاج کر دیتی ہے اس لئے اس کی بنیادوں کی طرف خیال گیا ہے لیکن بعض مرگی کے مریض ایسے ہیں جن کا دواؤں سے علاج ممکن نہیں ہے صرف اپریشن کیا جاسکتا ہے جس میں کامیابی کی شرح بہت کم ہے۔ بعض دفعہ دماغ کے ایک حصہ کو کاٹ کر الگ کرنا پڑتا ہے۔ اگر بچے کو بچپن میں کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جس کے نتیجہ میں مرگی کے دورے پڑنے لگیں تو ایسی مرگی کا علاج ممکن ہے ان بیماریوں میں ہیضہ اور پیچش بہت نمایاں ہیں۔ اگر زہریلے دست اور خطرناک پیچش ہو اور اس کو ڈاکٹر کوئی دوا دے کر زبردستی ٹھیک کردیں تو اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہ ایسے بچے کو مرگی ہو جائے۔ میں ایسے مریضوں کو کیوپرم دیتا رہا ہوں اس کے علاوہ آرٹی میسیا مدر ٹنکچر بھی دی ہے لیکن کسی جگہ بھی میں نے ان کے ذریعہ مکمل شفا نہیں دیکھی بلکہ مستقل دینی پڑتی ہیں، اونچی طاقت میں بھی دے کر دیکھی ہیں۔ دوروں میں لمبا وقفہ تو ضرور پڑ جاتا ہے لیکن مکمل شفا نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں بعض اور دوائیں تلاش کرنی چاہئیں۔

میں نے مرگی میں کچھ ایسی دوائیں استعمال کی ہیں جن کے نتیجہ میں جب شفا ہوئی ہے تو مکمل شفا سے پہلے وہ بیماری عود کر آئی ہے جو مرگی سے پہلے ہوئی تھی۔ اگر شدید بخار کے نتیجہ میں دماغ پر اثر پڑا ہو تو اس صورت میں شدید بخار بغیر کسی وجہ کے اچانک واپس آ جاتا ہے۔ پیٹ میں اگر تکلیف تھی تو شدید درد محسوس ہوگا۔ ایسے ردعمل میں فوری طور پر تکلیف کو دبانا بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ بیماری جان لیوا ثابت نہیں ہوتی۔ دوا کے ردعمل کے طور پر ظاہر ہو تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر خود بخود دبنا شروع ہو جاتی ہے اس کے لئے بعض مددگار دوائیں دی جاسکتی ہیں مثلاً بخار کے لئے آرسنک وغیرہ اور پیٹ کا تشنج دور کرنے کے لئے بھی دوائیں دینی چاہئیں لیکن اینٹی بائیوٹک اور بہت طاقتور دوائیں جو بیماری کو دبا دیں ان سے احتراز لازم ہے۔ اگر مریض خواہ بچہ ہو یا بڑا اس دور سے خود بخود نکل آئے تو پھر خدا کے فضل سے بیماری کی بنیاد ختم ہوجاتی ہے۔ بنیاد ختم ہونے کا یہ معنی درست ہے کہ کسی عارضی بیماری سے یا پیدائش کے بعد کسی بیماری سے بچے کو مرگی ہو جائے تو اس میں اصل بیماری کی طرف لوٹنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا کے فضل سے شفا کی طرف سفر شروع ہوگیا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ مرگی کا علاج کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہئے کہ "اورا" کہاں سے شروع ہوا ہے۔ "اورا" کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو مرگی کے دورہ سے پہلے کچھ علامات ظاہر ہونگیں کیونکہ اچانک بغیر کسی خطرہ کے الارم کے یہ بیماری نہیں آیا کرتی۔ کبھی مریض کا چہرہ خون کے دباؤ کی وجہ سے تمتما اٹھے گا۔ دم گھٹنے لگے گا۔ یہ ایک خاص "اورا" کی قسم ہے۔ بعض اوقات چہرہ بالکل زرد ہو جائے گا انگلیاں مڑنے لگیں گی۔ کیوپرم میں انگلیاں مڑنے کا زیادہ رجحان پایا جاتا ہے لیکن اگر اس سے علاج نہ ہو تو ایسی دوا تلاش کرنی چاہئے جس سے بیماری کی جڑ کا علم ہوسکے۔ بعض دفعہ دل میں گھبراہٹ ہوتی ہے، معدے پر اثر پڑتا ہے، جنات دکھائی دینے لگتے ہیں اور کئی قسم کے خوف دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ مرگی کی یہ قسمیں نسبتاً کم خطرناک ہیں لیکن بہت کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ میرے نزدیک آنکھیں کھول کر ہوشمندی سے علاج کیا جائے تو ایسی مرگی میں مکمل شفا کے زیادہ امکانات ہیں۔ بعض کیسز میں جہاں خون کا رجحان چہرہ اور سر کی طرف ہو تو عموماً بیلاڈونا کی طرف خیال جاتا ہے۔ لیکن بیلاڈونا اس میں علاج نہیں ہے کچھ فائدہ دے کر رک جاتی ہے اور بھی کئی دواؤں میں خون کا رجحان سر کی طرف ہوتا ہے مثلاً ہائیڈروسائنک ایسڈ۔ یہ گردن کے اندر سانس کی نالیوں میں تشنج پیدا کرتا ہے اور چہرہ ایک دم تمتما اٹھتا ہے۔ خون چہرہ کی طرف ایک دم اکٹھا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں ہائیڈرو سائنک ایسڈ بھی مرگی کی دواؤں میں ایک نمایاں دوا بن جاتی ہے جہاں خون کا رجحان چہرہ کی طرف ہو۔ اس کے علاوہ ہائیڈرو فوبینم کا بھی اس بیماری سے تعلق ہے۔ اس میں چمکدار چیزوں سے مریض کو گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اگر مرگی کا دورہ پڑنے کا احتمال ہو تو اس صورت میں ہائیڈرو فوبینم بہت مفید ہے اور یہ ایسی دوا ہے جسے ہائیڈرو سائنک ایسڈ سے ملا کر دیا جائے تو ایک دوسرے سے ٹکراتی نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی مددگار ہو جاتی ہیں۔ سٹرامونیم بھی مرگی میں قابل توجہ دوا ہے۔ اس میں خوف کی وہ علامتیں پائی جاتی ہیں جن سے مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ آرنیکا اور آرسنک کو ہفتہ دس دن میں اونچی طاقت میں مددگار دواؤں کے طور پر دیا جاسکتا ہے اس سے مریضوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے ویسے یہ مرگی کی دوا نہیں ہے۔ جب مریض کو ایک دفعہ مرگی کا دورہ پڑ جائے خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو وہ مستقل طور پر اس خوف کا شکار ہو جاتا ہے اور اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ اس خوف سے تشنج کو تقویت ملتی ہے۔ اس لئے جو بھی علاج ہو اس کے ساتھ آرنیکا اور آرسنک ایک ہزار طاقت میں کبھی کبھی دیتے رہیں تو عمومی فائدہ ہوتا ہے اور صحیح دوا کے کام کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں اور اس کے لئے سہولت مہیا کرتی ہیں۔

کلکیریا سلف میں کینٹ کے اس جملے کو کہ یہ مرگی کو بنیادوں سے اکھیڑ دیتی ہے صرف ان محدود معنوں میں قبول کیا جاسکتا ہے کہ مرگی ورثہ میں ملی ہوئی نہ ہو اور اعضاء کی شکل بگڑ نہ چکی ہو تو پھر یہ مفید ثابت ہو سکتی ہے اور بیماری کو جڑ سے بھی نکال سکتی ہے لیکن جو مستقل نوعیت کی مرگی ہو اس میں ہومیو پیتھی دوائیں کام نہ آئیں تو ایسے مریض کو ہومیوپیتھک معالج کو اپنے پاس لٹکانا جائز نہیں ہے۔ آجکل ایلوپیتھک دوائیں بہت طاقتور بن گئی ہیں جو تشنج کو روک دیتی ہیں اور مریض یا تو غنودگی میں رہتا ہے یا سویا رہتا ہے لیکن تکلیف سے بچا رہتا ہے اور اس سے زیادہ اس کے لئے کچھ ہو نہیں سکتا۔ ایسی جگہ علاج کی کوشش کرنا جہاں تجربہ بتا رہا ہو کہ کوئی علاج نہیں ہے اور کسی دوسرے علاج سے روک رکھنا زیادتی ہے۔ ایلوپیتھک یا چینی طریقہ علاج بھی آزمایا جاسکتا ہے۔

کلکیریا سلف عضلات کے کھنچاؤ میں بھی بہت مفید دوا ہے۔ اگر طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھا لیا جائے تو کمر پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔ بعض اور دواؤں کے علاوہ کلکیریا سلف بھی مفید دوا ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کا صرف کمر کے عضلات کے لئے ہی نہیں بلکہ سارے جسم کے پٹھوں سے تعلق ہے۔ بوجھ اٹھانے سے ٹانگ یا بازو کے پٹھے کھنچ جاتے ہیں۔ یہ دوا سب ایسے عضلات پر اچھا اثر دکھاتی ہے جو طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھانے سے متاثر ہوتے ہیں۔

اگر چہرہ پر خون کا دباؤ بہت زیادہ ہو جائے اور شدید تشنج پیدا ہو تو اس کا مرگی سے تعلق ہے لیکن یہ تشنجی رجحان صرف چہرہ پر ہی نہیں بلکہ جسم کے مختلف اعضاء میں بھی پایا جاتا ہے۔ چھاتی، بازو، ٹانگ یا سر میں بھی اچانک خون کا دباؤ اور جکڑنے کا احساس ہوتا ہے، اگر کسی مریض میں یہ علامت پائی جائے اور مرگی بھی ہو تو کلکیریا سلف باقی دواؤں کی نسبت زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔ ہڈیوں کی دردوں میں بھی مفید ہے۔ گلینڈز کی سوزش، عضلات کے پھڑکنے میں بھی کلکریا سلف مفید ہے خصوصاً اگر چہرے کے اعصاب پھڑکنے لگیں۔ کمزور اعصاب کے مریضوں پر ذہنی دباؤ ہو تو عضلات پھڑکنے لگتے ہیں۔ ایگریکس اور کالی فاس بھی اس میں مفید ہے۔ کلکیریا سلف میں کسی اعصابی دباؤ کی وجہ سے نہیں بلکہ عضلاتی بیماری کے نتیجہ میں پٹھے پھڑکتے ہیں۔ جسم کے کسی بھی حصہ میں یہ تکلیف ہو سکتی ہے کلکیریا سلف دینے سے فائدہ ہوگا۔ مریض کے لئے کسی ایک جگہ کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے اور تکلیف بڑھتی ہے۔ بعض دفعہ عورتیں جو کھڑا ہو کر کھانا وغیرہ بناتی ہیں ان میں یہ علامت نمایاں طور پر پائی جاتی ہے ان کو اس دوا کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کھڑے ہونے سے تکلیف کا بڑھنا سلفر کی علامت ہے جو کلکیریا سلف میں بھی موجود ہے اور ٹانگوں کے نچلے حصہ یعنی پنڈلیوں کی کمزوری کاربوویج کا خاص نمایاں حصہ ہے۔

سلفر کی یہ دلچسپ علامت بھی ہے کہ چلنا نسبتاً آسان ہے اور چلنے سے ٹانگوں میں جو گرمی پیدا ہوتی ہے اس سے تکلیف نہیں ہوتی۔ سلفر کے مریض کے لئے کھڑا ہونا زیادہ مشکل ہے بہ نسبتاً چلنے کے۔ اس دوا میں شروع میں چلنے سے مریض کو آرام رہتا ہے لیکن چلنے کے بعد جب خون گردش میں آتا ہے اور ٹانگیں گرم ہو جاتی ہیں تو اسکی تکالیف بڑھ جاتی ہیں۔ یہ برائیونیا اور رسٹاکس کی علامت نہیں ہے۔ جن مریضوں میں یہ علامات ہوں تو سب سے مؤثر دوا کلکیریا سلف ہے۔

جہاں تک بے چینی، گھبراہٹ، خطرات اور اندیشوں کا تعلق ہے دن گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے لیکن کلکیریا سلف کا مریض، اندیشوں کی حالت میں آنکھ کھولتا ہے۔ یہ ایک نمایاں علامت ہے اس لئے سب سے پہلے کلکیریا سلف کی طرف دھیان جانا چاہئے۔ ذہنی محنت سے دماغ جلد تھک جائے یا چکر آئیں اور چکر کے ساتھ مرگی کے دورے پڑتے ہوں تو اس میں یہ دوا بہت اچھی ہے۔ آنکھوں کی بیماریوں میں اگر چیزیں دو دو نظر آنے لگیں اور روشنی آنکھوں میں چبھے تو یہ دوا بہت مفید ہے۔ بڑی عمر میں کانوں میں ہر طرح کی آوازیں آنے لگیں تو یہ دوا مفید ہے۔ وہ دائمی نزلہ جس میں پتلا پانی ناک سے بہتا رہے اور نزلہ کبھی ٹھیک ہو جائے اور کبھی دوبارہ شروع ہو جائے اس کے علاج میں تو عموماً انفلوئنزم اور الرجی دور کرنے والی دیگر دوائیں مفید ہیں۔ کلکیریا سلف میں مستقل جاری نزلہ ہوتا ہے جو آکر ٹھہر جاتا ہے اور اندرونی جھلیوں کو گلا دیتا ہے۔ ایسے مستقل نزلاتی مریض بہت تکلیف دہ زندگی گزارتے ہیں ان کے لئے یہ دوا بہت اچھی ہے۔ کلکیریا سلف زبان کے کھنچاؤ اور سختی کے لئے بھی مفید ہے یعنی یہ فالجی کیفیت پر اثرانداز ہوتی ہے اور اس میں اچانک تشنج کی علامت پائی جاتی ہے، دم گھٹتا ہے اس قسم کی گھٹن کا مزاج ہیپر سلف سے ملتا ہے۔ سانس کی نالی میں گھٹن اور تنگی کا احساس ہوتا ہے۔ نزلہ کے بعد مستقل خراش باقی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے معمولی ہوا اندر جانے سے یا بولنے سے بھی سانس گھٹتا ہے۔

کلکیریا سلف گردے کی پرانی سوزش میں بھی مفید ہے۔ اگر تشخیص درست ہو کیونکہ بعض دفعہ مریض کی علامتوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ صرف گردے میں تکلیف ہوتی ہے اور باقی علامتوں میں کسی اور دوا کی کوئی مخصوص علامت نہیں پائی جاتی۔ اگر اس وقت مزاج کی دوا ڈھونڈنے میں مصروف رہیں تو وہی حال ہوگا کہ

تا	تریاق	از	عراق	آورده شود
مار	گزیده		مرده	شود

کہ جب تک عراق سے تریاق آئے گا اس وقت تک جس کو سانپ نے کاٹا ہوگا وہ مرچکا ہوگا۔

بسااوقات ہومیوپیتھک معالج کے پاس وقت نہیں ہوتا اس لئے اسے اپنی اس ذہانت سے کام لینا پڑتا ہے جو تجربہ سے پیدا ہوتی ہے وہ مریض کو دیکھ کر محسوس کر لیتا ہے کہ اس کی بیماری کن دواؤں کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس کے مطابق وہ دوائیں یاد رکھنی چاہئیں جو مستقل گہری خطرناک بیماریوں سے تعلق رکھتی ہیں ان میں سے ایک گردوں کی بیماری ہے۔ اگر گردے خراب ہو جائیں تو جسم کا سارا نظام بگڑ جاتا ہے۔ مردانہ بیماریوں میں بھی اس دوا کا بہت دخل ہے۔ بعض اوقات نزلہ زکام سے گلا بیٹھنے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ تکلیف بعض لوگوں میں صبح کو بڑھتی ہے اور بعض میں شام کو۔ کاربوویج اور فاسفورس کے مریضوں کی تکلیفیں سہ پہر کو بڑھتی ہیں کاسٹیکم میں صبح کے وقت آواز بالکل بیٹھ جاتی ہے۔ لمبی بیماری کے نتیجہ میں یہ کیفیت دائمی ہو جائے تو اس دوا کو بھی زیرنظر رکھنا چاہئے۔ اس میں کیلشیم اور سلفر دونوں موجود ہیں۔ رات کے وقت مریض کپڑا لینا برداشت نہیں کر سکتا اور سلفر کی علامت غالب آتی ہے۔ پلسٹیلا، سلفر اور کلکیریا سلف کے باہم فرق کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ پلسٹیلا میں پاؤں جلتے ہیں یا ہاتھ یا سر کی طرف جوش ہوتا ہے، سارا جسم اکٹھا گرم محسوس نہیں ہوتا۔ سلفر میں بھی ہاتھ، پاؤں اور سر کی چوٹی جلتی ہے۔ کلکیریا سلف میں کسی ایک جگہ گرمی محسوس نہیں ہوتی بلکہ سارے جسم کو گرم کپڑا اوڑھنے سے اور بستر کی گرمی سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔

کلکیریا سلف دمہ کی چوٹی کی دوا ہے لیکن ایسی دوا نہیں ہے جو روزمرہ کی کھانسی اور دمہ میں کام آئے۔ دمہ کی بعض دوائیں ایسی ہیں جو روزمرہ کام آتی ہیں کیونکہ ان کا تعلق دمہ کی ایسی علامتوں سے ہے جو مریض کی مزاجی علامتوں کے مشابہہ ہوں یا نہ ہوں پھر بھی اکثر علامتوں کو سمیٹ لیتی ہیں۔ ان دواؤں میں کاربوویج، آرسنک، اپی کاک، بیلاڈونا، نکس وامیکا وغیرہ شامل ہیں۔ بیلاڈونا خشک کھانسی میں عموماً مفید ہے کیونکہ کچھ بولنے کے بعد خون کے دوران کی وجہ سے گلے میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ بیلاڈونا اس کیفیت کو کنٹرول میں رکھتا ہے اور کھانسی نہیں اٹھتی۔ ایک دفعہ مجھے بہت بولنا پڑا اس کے بعد جب جمعہ کے خطبہ کے لئے جانے لگا تو محسوس ہوا کہ گلے میں کافی تکلیف ہے جس کی وجہ سے نمعلوم خطبہ دے سکوں گا یا نہیں۔ جاتے جاتے میں نے بیلاڈونا کی ایک خوراک دو سو طاقت میں کھالی جس سے خون کا دباؤ ٹھیک ہوگیا اور آرام سے خطبہ دیا۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر ہومیوپیتھی ادویہ کو حکمت سے استعمال کیا جائے تو یہ بہت مفید اور زوداثر ہوتی ہیں۔

ٹانگوں کا بوجھل ہونا کاربوویج اور کلکیریا کارب میں بہت نمایاں ہے۔ آرنیکا بھی ٹانگوں کی تھکاوٹ اور درد کے ساتھ پیدا ہونے والے بوجھل پن میں مفید ہے۔ لیکن کلکیریا سلف میں بھی یہ ایک نمایاں علامت ہے اس میں مریض کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے چلنے سے شروع میں تکلیف نہیں ہوتی لیکن زیادہ چلنے سے سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور کافی دیر تک یہی کیفیت رہتی ہے۔

ہومیوپیتھک دوائیوں میں وقت کی بہت اہمیت ہے بعض دوائیں اپنے مخصوص اوقات سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔ ملیریا میں بخار آنے کے وقت کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں سب علامتیں تقریباً ایک جیسی ہی ہوتی ہیں مثلاً سردی لگنا، کانپ کر بخار چڑھنا، بخار اترے تو پسینہ آنا۔ اس لئے ملیریا میں زیادہ تر انحصار بخار چڑھنے یا اترنے کے اوقات پر کیا جاتا ہے یا پھر عمومی علامات پر نظر رکھی جاتی ہے۔ آرنیکا بیماری کے آغاز سے پہلے اور بخار اترنے کے بعد دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ میں عموماً آرنیکا ایک ہزار میں استعمال کرواتا ہوں اور اللہ کے فضل سے اس کے بہت اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ آرسنک ایک ہزار دوسرا بخار چڑھنے سے پہلے دی جائے تو بہت مفید ہے۔ آرسنک چھوٹی طاقت میں اتنا فائدہ مند نہیں، ایک ہزار طاقت میں بہت جلد اثر دکھاتی ہے۔ بچوں کو سردی لگنے سے بخار ہو جائے تو ایک ہزار طاقت میں آرسنک دینے سے خدا کے فضل سے بخار وہیں ختم ہو جاتا ہے اور کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ اور بھی کئی دوائیں ہیں جو بخار فوراً اتارنے میں مفید ہوتی ہیں لیکن جس موسم کی خاص وائرس کی وجہ سے بخار پھیلا ہو تو الا ماشاء اللہ سب مریضوں میں

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57
FAX - 01872 -20105
☎ 01872- 20757
THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516
DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).
VOL - 46 THURSDAY, FEBRUARY 20 TH 1997 ISSUE NO - 8

ایک ہی دوا مفید ہوتی ہے۔ ملیریا میں بھی آرسنک کو بہت اہمیت حاصل ہے، اونچی طاقت میں دوا چھوٹی طاقت کے مقابل پر زیادہ بہتر نتائج ظاہر کرتی ہے۔

کلکیریا سلف کے علاوہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں جو اپنے اوقات سے پہچانی جاتی ہیں۔ صبح نو بجے بخار ہو جائے تو عموماً نیٹرم میور فائدہ دیتی ہے۔ اگر رات کو گیارہ بجے چڑھے تو برومیم مفید ہے اس کی ایک اور خاص علامت یہ بھی ہے کہ سمندر کے کنارے تکلیف کم ہو جاتی ہے اور خشکی کے علاقوں میں بیماری بڑھ جاتی ہے۔ ایسا بخار یا ملیریا جو وقت کا پابند ہو اس میں برومیم کام آئے گی لیکن سب سے پہلے آرنیکا اور آرسنک کو فوقیت دینی چاہیئے۔ اگر بخار ابھی چڑھا نہ ہو صرف بدن میں دکھن کا احساس ہو اس وقت رسٹاکس اور برائیونیا بار باری دینا اکثر صورتوں میں ملیریا کے حملہ سے بچا لیتا ہے۔ اگر ملیریا ہو جائے تو دو بخاروں کے درمیان رسٹاکس اور برائیونیا کو عمومی نسخہ کے طور پر استعمال کرناچاہیئے۔ صبح کے بخار میں نیٹرم میور بہت اچھی دوا ہے لیکن کبھی چڑھتے بخار میں نہیں دینی چاہیئے۔ اگر چڑھتے بخار میں دوا دی جائے تو بیماری میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور مریض کے مرنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ملیریا میں یہ احتیاط لازم ہے کہ کبھی چڑھتے بخار میں دوا نہ دیں ویسے بھی اس حالت میں دوا اثر نہیں کرتی اور پھر بخار ہو جاتا ہے اترتے ہوئے بخار میں دوا دی جائے جو اگلا بخار آنے سے پہلے تک جاری رکھنی چاہیئے۔ اگر دوا اثر دکھا رہی ہو تو اگلا بخار آئے گا ہی نہیں یا پھر وقت بدل کر پیچھے چلا جائے گا مثلاً نو بجے صبح بخار چڑھتا تھا تو وہ سہ پہر کو دو، تین بجے چڑھے گا اور اس کا حملہ پہلے حملے سے نسبتاً کم ہوگا۔ یا پھر بخار وقت سے بہت پہلے آکر حیران کر دیتا ہے اور لوگ گھبرا جاتے ہیں اس وقت دوا بند کر دینی چاہیئے۔ ایسا بخار نسبتاً جلدی ٹوٹے گا اور کم تکلیف دہ ہوگا پھر دوا دیں تو خدا کے فضل سے اگلا بخار نہیں آئے گا۔

ملیریا کو ان دواؤں کے ذریعہ کنٹرول کرنا کافی مشکل کام ہے مگر ایک دفعہ تجربہ ہو جائے تو بہت سہولت پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ ملیریا کی پہچان بھی بہت مشکل کام ہے اور یہ اپنے بھیس بدلتا رہتا ہے۔ لیکن مندرجہ بالا دواؤں سے آرام آ جائے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ملیریا ہی تھا اور اگر ان سے قابو نہ آئے تو ہومیوپیتھک معالج کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بیماری کی اصل نوعیت کیا ہے اور پھر پہچان مشکل نہیں ہوتی۔ سخت سردی، تیز بخار، سر درد، متلی، الٹی وغیرہ ملیریا کی بنیادی علامتیں ہیں پھر بخار ٹوٹنے لگتا ہے اور پسینہ آکر کچھ دیر کے لئے آرام آ جاتا ہے اس کے بعد جب دوسرا حملہ ہو تو پہلے والی علامات عود کر آتی ہیں اور ہر اگلا حملہ پہلے حملہ سے شدید ہوتا ہے اور جسم بالکل بے جان ہو جاتا ہے۔ ملیریا کی سب ایلوپیتھک دوائیں بخار اترنے کے بعد دیر تک رہنے والے بداثرات رکھتی ہیں۔ بعض دفعہ ان سے سخت قسم کی الرجی پیدا ہو جاتی ہے، جلد پر یا گردوں پر شدید اثر پڑتا ہے۔ یہ طریق علاج صرف اس لحاظ سے اہم ہے کہ دم توڑتے ہوئے مریض کے لئے لازم ہو جاتا ہے۔ جب تک ہومیوپیتھک معالج کو ایسی دوا نہ ملے جس سے وہ بیماری کو سنبھال سکے اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ ایلوپیتھی کے نقصانات پر لیکچر دے اور مریض کو روکے۔ موت سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہرگز بھی متعصب نہیں ہوناچاہیئے۔ ایلوپیتھک میں ملیریا کی ایسی دوائیں دریافت ہوچکی ہیں کہ الا ماشاء اللہ مریض ہاتھ سے نکلتا نہیں۔ ہومیوپیتھی میں وہ دوائیں جو بنیادی مرکزی حیثیت رکھتی ہیں ان کو خوب اچھی طرح پہچان لیناچاہیئے۔ اکثر دواؤں کی علامتیں بہت واضح ہوتی ہیں مثلاً سلفر کی علامتیں واضح ہونگی۔ مریض کی شناخت کے لئے کلکیریا کی علامتیں بھی بہت نمایاں ہیں۔ یہ جان لیں کہ کاربن، کلکیریا اور سلفر کا کیا مزاج ہے۔ اکثر علاج ان ہی سے شروع ہونے چاہئیں کیونکہ ان میں مریض کی پہچان مشکل نہیں ہے۔ جہاں علاج ٹھیک کام نہ کرے وہاں ان دواؤں کے کمپاؤنڈز استعمال کرکے دیکھنے چاہئیں مثلاً اگر آپ کو کلکیریا بنیادی عنصر دکھائی دیتا ہے تو کلکیریا آرس اور کلکیریا سلف دی جاسکتی ہیں۔ دمہ کا علاج کلکیریا کارب میں ہے اگر اس کی علامتیں موجود ہیں لیکن خاطر خواہ افاقہ نہیں ہو رہا تو پھر کلکیریا سلف کی طرف توجہ جانی چاہیئے یہ بہت گہرا اثر کرنے والی دوا ہے۔ بعض لوگوں کو کولہے کے جوڑ میں تکلیف ہوتی ہے اس میں بھی کلکیریا سلف بہت گہرا اثر کرنے والی ہے۔

مزمن بخار جو وقفے وقفے سے آئے اور کسی دوا سے قابو نہ آئے اس میں کلکیریا سلف اللہ کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ کلکیریا سلف کی صرف یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ بخار کے آغاز میں سردی پاؤں سے شروع ہوتی ہے۔ اکثر دواؤں میں یہی علامت پائی جاتی ہے اور اس لئے صرف اسی علامت سے کلکیریا سلف تک بآسانی نہیں پہنچ سکتے، علامات کی تمیز کرنے کے لئے دیگر ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

کلکیریا سلف کی ایک علامت یہ ہے کہ آنکھوں سے زرد رنگ کی گاڑھی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ نظر دھندلا جاتی ہے اور اکثر چیزیں صرف آدھی نظر آنے لگتی ہیں۔ کان سے بھی خون کی آمیزش کے ساتھ رطوبت نکلتی ہے۔ ناک سے بھی نزلہ میں زردی مائل مواد خارج ہوتا ہے۔ گلے میں درد اور زرد رنگ کی بلغم کا اخراج ہوتا ہے اسی طرح اسہال میں بھی پیپ کی طرح کا چکنا مواد نکلتا ہے جس میں بسااوقات خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔

کلکیریا سلف میں جلد پر خارش ہوتی ہے، زخموں سے پیپ نکلتی ہے اور یہ زخم جلد مندمل نہیں ہوتے۔ پیلے رنگ کے کھرنڈ بن جاتے ہیں۔ بالوں کی جڑوں میں سخت سے دانے بنتے ہیں جن میں خارش ہوتی ہے اور خون نکل آتا ہے۔ بچوں کے خشک ایگزیما میں بھی کلکیریا سلف کی علامت ہے۔

بقیہ خلاصہ خطبہ

جھوٹے ہیں۔ کوئی حیا کرو۔ خدا کے کانسٹی ٹیوشن کے مقابل پر ہمیں ساری دنیا کے آئین بھی ہیں تو ہم پاؤں کی ٹھوکر سے اسے رد کر دیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک تو رسول کریم ﷺ کا تقدس یہ ہے کہ جب تک کوئی محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار نہیں کرے گا ہم اسے سینے سے نہیں لگائیں گے۔ ہم تو ایسے سینوں پر تھوکتے بھی نہیں۔ حضور نے معاند احمدیت شریر ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ تم تو ذلتوں کی مار بننے والے ہو۔ عبرت کا نشان بننے والے ہو اور تم خدا تعالیٰ کی اس تقدیر کو ہرگز ٹال نہیں سکتے۔

حضور نے فرمایا آؤ اس رمضان کو اس پہلو سے فیصلہ کن بنالیں۔ تم نے معاملات کو آخری حد تک پہنچادیا ہے اور اس پہلو سے اللہ تمہیں مہلت بھی بہت دے رہا ہے اور دے چکا ہے مگر تمہاری پکڑ کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے۔ میں آج یہ اعلان کرتا ہوں کہ تم پر ذلتوں کی مار پڑنے والی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج جگہ جگہ سے یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ملک تباہ ہو گیا۔ نگران حکومت یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ ساری قوم کرپٹ ہو چکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ملاں جس نے اس قوم کو برباد کیا ہے اور جب تک یہ زہر تمہاری جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے تمہاری زندگی باقی رکھنے کا کوئی سامان نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اس لئے تمہارے سروں پر چڑھا ہوا ہے کہ احمدیوں کے خلاف یہ جو کچھ کہے تم اسے سینے سے لگائے رکھتے ہو۔ پس ملاں کی جان توڑنی ہے تو اس سے احمدیت کا لقمہ چھین لو پھر دیکھو اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ لوگ پاکستان کے دشمن ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد بھی دشمن رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کو پلید ستان لکھا کرتے تھے اور جب تک ان کا دخل نہیں ہوا پاکستان پاکستان ہی رہا مگر اب جب ان کا دخل شروع ہوا تو انہوں نے پاکستان کو واقعی پلید ستان بنادیا ہے۔

حضور نے مباہلہ کے چیلنج کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ اس جمعہ پر میں فیصلہ کن رمضان کی توقع رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ اس رمضان کو خاص طور پر ان دعاؤں کے لئے وقف کر دیں کہ اے اللہ! اب ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ فرما کہ تو احکم الحاکمین ہے۔ تجھ سے بہتر کوئی فیصلہ فرمانے والا نہیں۔ اے خدا اب ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور بے حیائی سے باز نہیں آرہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال یا ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کن کردے کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی و نامرادی کی صدی بن جائے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر ابھرے۔

حضور انور نے سو سال پہلے ظاہر ہونے والے ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کے متعلق عظیم نشان کی بعض تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سو سال بعد میں پھر لیکھ راموں کی ہلاکت کے لئے آپ کو دعا کی طرف متوجہ کررہا ہوں۔

حضور نے مباہلہ کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ان معاندین کے ہر الزام کے متعلق کہا تھا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ تم بھی خدا کی قسم کھا کر اعلان کرو کہ تم سچے ہو اور احمدیوں کا عقیدہ وہی ہے جو تم بیان کرتے ہو تو پھر دیکھو کہ خدا تم سے کیا سلوک کرتا ہے اور ہم سے کیا سلوک کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے ۱۹۸۸ء میں یہ چیلنج دیا تھا آج میں اسی اعلان کو پھر دہراتا ہوں۔ جو الزام انہوں نے شائع کئے ہیں مولوی اللہ کی قسم کھا کر سارے ملک میں اعلان کر دیں کہ ہم جھوٹے پر لعنت ڈالتے ہیں اور کہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم پر لعنت ڈالے اور ہمیں برباد و رسوا کر دے۔ اگر مولویوں میں ہمت ہے تو وہ اس چیلنج کو قبول کرلیں۔ پھر دیکھیں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا خدا کرے کہ ان کو جہالت کی یہ ہمت نصیب ہو جائے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسوائی کو ظاہر و باہر کردے گا اور حیرت انگیز عبرت کا نشان ایک نہیں بلکہ بارہا اور کئی دکھائے گا۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان کی ہر طرح کی برکتیں عطا فرمائے۔ منفی نشانات ان لوگوں کے حق میں ظاہر ہوں اور مثبت نشانات جماعت احمدیہ کے حق میں ظاہر ہوں:

دعائے مغفرت

میرے والد مکرم فرحت علی خان صاحب ۲۶/ دسمبر ۹۶ء کی شام بعد نماز مغرب وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز جمعہ جامع مسجد کے بڑے میدان میں نماز جنازہ ادا کر کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب سے والد محترم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (مشرف علی مشرف جرنلسٹ رام پور۔ یوپی)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GURANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonika NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15